﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 21 نومبر 2014ء | 27 محرم 1436 ہجری قمری ❁ 21 نبوت 1393 ہجری شمسی | شمارہ 47

مخالف والدین سے حسن سلوک

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد میری مشرک والدہ اپنے والد کے ساتھ مدینہ آئیں تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ آئی ہے اور مجھ سے اچھی امیدیں رکھتی ہے۔ کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الجزیہ حدیث نمبر 3012)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلۂ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔

جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے:

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

’’سَلَامٌ عَلَیۡکَ یَا اِبۡرَاھِیۡمُ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ۔ ذُوۡ عَقۡلٍ مَّتِیۡنٍ۔ حِبُّ اللّٰہِ۔ خَلِیۡلُ اللّٰہِ۔ اَسَدُاللّٰہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔...... تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم۔ تُو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے اور دوستِ خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔ یعنی یہ اُس نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 666 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

....

’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلۂ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ (المائدۃ: 36) (اس تک پہنچنے کے لئے اس کا بتایا ہوا وسیلہ اختیار کرو)۔‘‘ تب ایک مدّت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقّے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نُور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ‘‘۔ (یہ اس بات کی وجہ سے ہے کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔)

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 131 حاشیہ)

....

ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اَور شخص بیمار ہوا تھا۔ وہ آٹھویں دن راہی ملکِ بقا ہو گیا حالانکہ اُس کے مرض کی شدّت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلّی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو، ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ۔ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تُو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور مَیں نے اُسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر، تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا: وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِشِفَآءٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 209-208 نشان نمبر 15)

....

’’ایک مرتبہ مَیں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورہ یٰسین سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے۔ اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور القا ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو، ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ۔ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ تُو اس سے شفا پائے گا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بکلّی صحت ہو گئی۔ پھر یہ الہام ہوا: وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِشِفَآءٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ۔ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اس کی نظیر پیش کرو۔‘‘ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 586-585۔ پیشگوئی نمبر 77)

....

’’دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان) کہہ رہا ہوں۔ ایک اونچے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے۔ وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے بہ آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا کہ سید محمد علی شاہ آ گئے ہیں۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اس طرح اُڑ رہی ہے جس طرح روئی دھنی جاتی ہے۔‘‘

(اخبار بدر 20 اپریل 1905ء صفحہ 10)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن میں گیارہویں سالانہ پیس سمپوزیم کا انعقاد۔

حکومتی منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفراء، منسٹرز، کونسلرز، مذہبی اور سیاسی و سماجی شخصیات کی سمپوزیم میں شرکت

❁......’دنیا کو شدّت پسندی کے تیزی سے پھیلتے ہوئے رجحان کے خلاف فوری اقدامات کرنا ہوں گے‘۔❁...... یہ دہشتگرد تنظیمیں اپنے بہیمانہ عزائم کو پورا کرنے کے لیے کہاں سے فنڈز مہیا کرتی ہیں؟ کس ذریعہ سے انہیں جدید اسلحہ پہنچ رہا ہے؟ کیا ان کے پاس اسلحہ کے کارخانے ہیں؟ لازمی بات ہے کہ ان تنظیموں کو بعض طاقتیں سپورٹ کر رہی ہیں۔ یہ سپورٹ کسی تیل کے ذخائر رکھنے والے ملک کی طرف سے براہِ راست بھی ہوسکتی ہے یا خاموشی سے کوئی اور طاقت بھی اس سپورٹ کے پیچھے کارفرما ہوسکتی ہے۔❁......اگر ان کو متشدد کارروائیوں سے روکنا ہے تو ان کی فنڈنگ کو روکنا ہوگا۔

عالمی امن کو لاحق خطرات کی نشاندہی اور ان کے ازالہ کے لئے نہایت اہم تجاویز۔............(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

(بیت الفتوح، مورڈن لنڈن۔8رنومبر 2014ء)

عالمگیرِ احمدیہ مسلم جماعت کے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج شام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح مورڈن میں جماعتِ احمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام منعقد کیے جانے والے گیارہویں سالانہ پیس سمپوزیم سے خطاب فرمایا۔

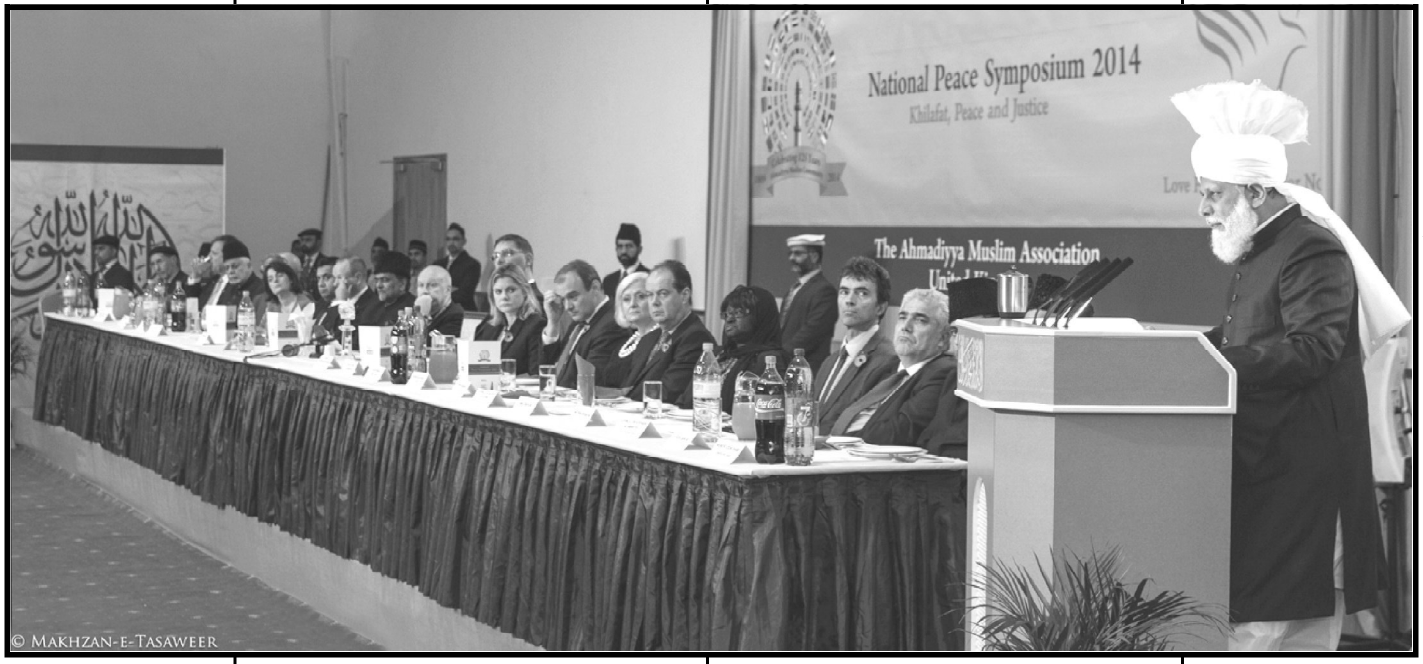

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں اسلام کے نام پر قائم کی جانے والی شدّت پسند تنظیموں بالخصوص ISIS کو قطعی طور پر ’غیر اسلامی‘ قرار دیتے ہوئے ان کی مذمّت فرمائی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ آج دنیا میں ’ایسی تمام تنظیمیں بہیمانہ تشدّد کو فروغ دے رہی ہیں‘۔

حضورِ انور نے قرآن کریم کی متعدد آیات کے حوالے پیش کرتے ہوئے ثابت فرمایا کہ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے جو معاشرے میں ہر سطح پر باہمی ہم آہنگی، برداشت اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حضورِ انور نے یہ سوال اٹھایا کہ ISIS جیسی شدّت پسند تنظیموں کو کون لوگ، کس طرح اور کہاں سے فنڈز مہیا کرتے ہیں؟

اس پیس سمپوزیم کا انعقاد مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ’بیت الفتوح‘ مورڈن میں واقع طاہر ہال میں ہوا جس میں ایک ہزار کے قریب افراد نے شرکت کی۔ ان شرکاء میں پانچ سو سے زائد غیر احمدی مہمان تھے جن میں برطانوی حکومت کے متعدد وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفراء، ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر معزز مہمان شامل تھے۔ امسال اس پیس سمپوزیم کا مرکزی موضوع تھا ’خلافت، امن اور انصاف کی ضامن ہے‘۔

اس تقریب کے دوران حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسٹر میگنس مکفارلین بارو (Mr. Magnus MacFarlane-Barrow) کو دنیا کے پسماندہ علاقوں میں بسنے والے لاکھوں بچوں کی بے لوث خدمت کو سراہتے ہوئے ’احمدیہ پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس‘ بھی عطا فرمایا۔ موصوف لاکھوں بچوں کو دن میں ایک وقت کا کھانا اور تعلیم مفت فراہم کرنے والے خیراتی ادارے Mary's Meals کے بانی اور سربراہ ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں اسلام کے مقدّس نام پر دنیا میں سنسنی خیز تشدّد کی ایک نئی لہر کو جنم دینے والی تنظیم ISIS یا IS کے بارے میں فرمایا کہ اس تنظیم سے نہ صرف مسلمان ممالک بلکہ یورپین ممالک بھی متأثر ہو رہے ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بات پریشان کُن ہے کہ یورپین ممالک بالخصوص انگلستان سے سینکڑوں کی تعداد میں نوجوان اس تنظیم میں شمولیت اختیار کرنے اور اس کی طرف سے لڑنے کے لیے عراق روانہ ہو رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اس تنظیم اور اس کے نام نہاد خلیفہ کا ایجنڈا محض اور محض بربریّت اور تشدّد پر مشتمل ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ ISIS پوری دنیا کو فتح کرنا چاہتی ہے۔ لیکن یہ بات محض ایک خیالِ خام ہے، اور کچھ نہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر اس تنظیم کو فوری طور پر اس کی کارروائیوں سے روکا نہ گیا تو دنیا میں مزید تباہی برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کو سوچنا چاہیے کہ ایک ایسی شدّت پسند تنظیم جو دنیا بھر سے مایوس اور ذہنی طور پر پراگندہ لوگوں کو اپنے اندر شامل کیے چلی جا رہی ہے اور یہ لوگ اس تنظیم کے متشدّد عزائم کے لیے اپنی جان تک دینے کو تیار ہیں کتنی بھیانک تباہی دنیا میں لاسکتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان لوگوں کے پاس جدید آتشیں اسلحہ بھی موجود ہے۔ اگر انہیں نہ روکا گیا تو بعید نہیں کہ یہ لوگ کیمیائی ہتھیاروں پر بھی قبضہ حاصل کرلیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پوری دنیا کو ISIS اور اس جیسی دیگر تنظیموں کے بارے میں شدید تحفظات ہیں لیکن ہر امن پسند اور مخلص مسلمان اس بات پر بھی غمزدہ ہے کہ یہ لوگ اپنی تمام تر کارروائیاں اسلام کے مقدّس نام پر کر رہے ہیں جبکہ ایسی ظالمانہ اور غیر اسلامی حرکات کا مذہب اسلام سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس اسلام تو ہر سطح پر انسان کی حفاظت اور امن کے قیام کی تعلیم دیتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے قرآن کریم سے متعدّد آیات کا ذکر کرتے ہوئے روزِ روشن کی طرح یہ ثابت فرمایا کہ دورِ اوّل میں مسلمانوں کو جس جنگ کی اجازت دی گئی وہ مدافعانہ نوعیت کی جنگ تھی۔ اور اگر اس وقت مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو نہ صرف اسلام بلکہ دنیا کا کوئی اور مذہب بھی محفوظ نہ رہتا۔ نیز یہ کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا میں قیامِ امن کے لیے لازوال کوششیں فرمائیں۔

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 324

مکرم عبداللہ العمری صاحب

مکرم عبداللہ العمری صاحب بیلجیم سے لکھتے ہیں:

میری پیدائش 1968ء میں یمن کے شہر ''البیضاء'' کی ایک نواحی بستی میں ہوئی۔ میری دینی حالت میری بستی کے دیگر باسیوں اور میرے معاشرے کے باقی لوگوں سے مختلف نہ تھی۔ ہمارے علاقے کے بعض مسلمان شافعی اور بعض زیدی مسلک کی پیروی کرتے تھے۔ عقائد کے اس اختلاف کے باوجود خلیج کی جنگ سے پہلے تک ہمارے معاشرے میں مذہبی یا قومی بنیادوں پر کسی قسم کی تقسیم کو ہوا نہیں دی جاتی تھی۔

فرقوں کا اختلاف اور موروثی عقائد

90 کی دہائی میں ہمارے ملک میں شیعہ ازم نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کیا تو ان کے ردّ کے طور پر جماعۃ الدعوۃ والتبلیغ والے میدان میں آ گئے۔ گو ہم خود کو جماعۃ الدعوۃ کا حصہ تو نہ سمجھتے تھے لیکن جب ان کے وفود ہماری مساجد میں آ کر رہتے تو ہم ان کی مدد کرتے اور ان کے اس دینی جذبہ اور تبلیغ کے کام کی حوصلہ افزائی کرتے۔ اس وقت تک مَیں نے جماعت احمدیہ کا نام تک نہ سنا تھا۔

نزول مسیح اور ظہور امام مہدی کے بارہ میں ہمارے وہی موروثی عقائد تھے جو مساجد و مدارس میں بیان کئے جاتے تھے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں ان کا نزول ہونا ہے اور یہ آخری زمانہ ابھی بہت ہی دور ہے۔ چونکہ احادیثِ نزولِ مسیح اور خروجِ مہدی کا ذکر قیامت کی نشانیوں والی احادیث میں ہوتا ہے اس لئے غالب خیال یہ تھا کہ یہ واقعہ قیامت کے قریب جا کر ہی رونما ہوگا۔

دجال مجھے نقصان نہ پہنچا سکا

1995ء میں مَیں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا جو میرے لئے سخت پریشانی کا باعث بنا۔ مَیں نے دیکھا کہ میں اپنے بعض دوستوں کے ہمراہ ایک راستے پر چل رہا تھا۔ اچانک میرے سب دوست خوف کے مارے دجّال دجّال کہتے ہوئے تتّر بتّر ہو گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک لحیم وشحیم دیوہیکل شخص میری طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ شخص بہت ہی بڑا تھا، اس کے نہایت موٹے اور بڑے بڑے ہاتھ تھے۔ اس کے ایک ہاتھ میں درخت سے بھی موٹا ڈنڈا تھا۔ شدتِ خوف سے میرے قدم جیسے زمین کے ساتھ چپک کر رہ گئے۔ دجال بڑے بڑے قدموں کے ساتھ میری جانب بڑھا اور میرے قریب آ کر ہاتھ میں پکڑے موٹے ڈنڈے کو اوپر اٹھا کر پوری قوت کے ساتھ میری کمر پر دے مارا۔ وہ ڈنڈا میری کمر پر پڑتے ہی چُورا چُورا ہو گیا لیکن مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی مَیں بیدار ہو گیا اور شدتِ خوف سے ذکر الٰہی کر رہا تھا۔

میرے ذہن میں دجّال کا مروجہ تصور تھا جو خواب میں آنے والے دجال سے کچھ کم نہ تھا۔ ایسی صورتحال میں دجال کا درخت نما ڈنڈا میری کمر پر ٹوٹنے اور مجھے تکلیف نہ ہونے کا مطلب سمجھ نہیں آتا تھا۔

مَیں نے کئی بار دجّال کے بارہ میں اپنے دوستوں سے بھی بات کی جس میں عام مروّجہ امور ہی بیان ہوئے اور کوئی تسلی بخش بات سامنے نہ آئی۔ لیکن ایک دوست کی بات مجھے نہیں بھولتی جس نے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے دجال کوئی ایک شخص نہ ہو بلکہ کوئی قوم یا گروہ ہو۔

قبول احمدیت کے بعد مجھے یاد آیا کہ میرے اس دوست کی سوچ درست تھی۔ اسی طرح قبول احمدیت کے بعد مجھے اپنے اس رؤیا کی یہ صحیح تفہیم بھی ہوئی کہ گو دجال قوی ہیکل اور دیو قامت اور خوفناک ہے لیکن جو راستہ مَیں نے اختیار کیا ہے اس پر دجّال مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

جماعت سے تعارف

1996ء میں مَیں یمن سے جرمنی آ گیا۔ یہاں میرا تعارف ایک پاکستانی شخص سے ہوا جو اکثر آتا اور نہایت ہمدردی کے ساتھ اپنی خدمات پیش کرتا۔ میرے لئے تو جرمنی میں زبان کی مشکل سرفہرست تھی۔ یہ پاکستانی دوست ترجمہ کرنے کی خدمات بھی فراہم کرتا اور بوقت ضرورت شاپنگ وغیرہ کے لئے بھی اپنی گاڑی میں لے جاتا۔ اس پاکستانی دوست سے احمدیت کے موضوع پر بھی بات ہوئی۔ اس نے بعض پمفلٹس بھی دیئے۔ ہم اس کے ساتھ جماعت کے نماز سنٹر میں بھی جانے لگے اور اکثر نماز وہیں ادا کرتے۔ پھر اس دوست کے ساتھ جماعت کے ایک بڑے سنٹر میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اور بعض عربی بولنے والے پاکستانی دوستوں سے بھی بات ہوئی۔ لیکن اس وقت تک میں جماعت کے بارہ میں سنجیدہ نہ تھا۔ ہاں بعض جاننے والوں کی مخالفت اور شدید تنقید کے باوجود میں جماعت کے بارہ میں مزید جاننے کی خواہش لئے جماعت احمدیہ کے بعض اجلاسات وغیرہ میں چلا جاتا تھا۔

شرائط بیعت اور بیعت

ایک روز ہم جماعت کے ایک نئے سنٹر کو دیکھنے کے لئے گئے تو وہاں مجھے عربی زبان میں بیعت فارم اور شرائط بیعت دکھائے گئے۔ مَیں نے بغیر کسی خاص مقصد کے شرائط بیعت کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اور شاید قارئین کرام کو تعجب ہوگا کہ ان شرائط کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ میرا دل بھی بدلنے لگا۔ میں صاف دل اور سادہ انسان ہوں۔ میرے لئے شرائط بیعت ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل کے لئے کافی ثابت ہوئیں۔ میں نے بیعت فارم اور شرائط بیعت کو پڑھتے ہی اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ میری بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر 1997ء میں ہوئی۔

بیعت کے بعد میں نے جلسوں میں بھی شرکت کرنی شروع کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی کلام کو پڑھا تو اس کی عظمت و جمال کا معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اسی طرح بعض دیگر اہم کتب سے بھی بھرپور استفادہ کیا جن میں حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر سرِفہرست ہے۔

دعا اور تسلی بخش رؤیا

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ میں نے شرائط بیعت پڑھ کر بیعت کر لی تھی۔ اس لئے میں اکثر خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اطمینان قلب کی خاطر تُو مجھے اس جماعت کے بارہ میں کوئی ایسا رؤیا دکھا دے جس سے ثابت ہو جائے کہ یہی وہ نجات یافتہ جماعت ہے جس کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو رؤیا میں دیکھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں اور ہم سب گھر والوں کو نماز باجماعت پڑھا رہے ہیں۔ اس نماز میں صرف میرے اہل خانہ ہی نہیں بلکہ میرے چچا، ماموں وغیرہ پر مشتمل تمام خاندان شامل تھا۔ اس رؤیا سے مجھے انشراح صدر ہو گیا۔

اس کے بعد آج سے ایک سال قبل میں نے دوبارہ یہی رؤیا دیکھا اور اس مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بجائے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اپنے چچا کے گھر میں دیکھا۔ میرے چچا خاندان کے بزرگ ہیں اور ان کے بیٹھنے کے لئے گھر میں خاص جگہ بنی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے چچا نے اپنی اس خاص جگہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بٹھایا ہوا ہے اور تمام افراد خاندان اردگرد بیٹھے حضور انور کی باتیں سن رہے ہیں اور کئی امور کے بارہ میں سوال کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب ہمہ تن گوش ہیں اور ان کے چہروں سے خوشی جھلک رہی ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں۔ پھر میں حضور انور سے ملاقات کا شرف پاتا ہوں اور آپ کے بوسے لیتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ شدّت جذبات سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

جرمنی میں ایک سال رہنے کے بعد میں بیلجیم آ گیا تھا اور ابھی تک یہیں پر مقیم ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ میرے بچے اور اہلیہ احمدی ہیں اور میرے بچوں کی اکثر احمدیت کے موضوع پر ان کے کزنز کے ساتھ بحث ہوتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں جواب دینے کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔

خلیفۂ وقت سے خطوط کے ذریعہ رابطہ رہتا ہے۔ حضور انور کے خطوط میں مذکور دعائیہ کلمات کو میں ہمیشہ سنبھال کر رکھتا ہوں۔ میرے پاس حضور انور کے تمام خطوط محفوظ ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کی نعمت سے تمام دنیا کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

....

مکرم عبدالحکیم بوزلاط صاحب

مکرم عبدالحکیم بوزلاط صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق الجزائر سے ہے جہاں میری پیدائش 1969ء میں ہوئی اور 2012ء میں مجھے بیعت کی توفیق ملی۔

مذہب کے نام پر خون

نوّے کی دہائی میں ہمارے ملک میں مذہبی جماعتیں اسلام کے نام پر دہشتگردی اور فساد پھیلا رہی تھیں، معصوم جانوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔ مَیں ان دنوں سول ڈیفنس سکواڈ میں شامل تھا جس کا کام ان فسادات کی روک تھام کرنا تھا۔ اگرچہ عمومی حالات کے مطابق ہم خود اسلام سے کوسوں دور تھے مگر دعا یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اسلام کے نام پر پھیلی ہوئی اس فساد کی حالت سے ہمیں کسی طرح نجات عطا فرمائے۔

مجھے سب سے زیادہ اس بات پر حیرت تھی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جہاد اور اسلام کے مقدس نام پر قتل کرنے کا سوچ کیسے سکتا ہے؟ کیا امام مہدی کے آنے پر بھی لوگوں کا ایسا ہی قتل عام ہوگا؟ مسلمان اپنے تمام تر اختلافات اور فتاویٔ تکفیر کے باوجود ایک ہاتھ پر اکٹھے کیسے ہو جائیں گے؟

احمدیت سے تعارف اور بیعت

یہ سوالات میرے ذہن میں ابھرتے رہے حتی کہ 2012ء کا سال آ گیا۔

عباس عزازقہ صاحب میرے ایک پرانے دوست تھے جو اس وقت تک احمدی ہو چکے تھے لیکن مجھے علم نہ تھا۔ وہ ایک مرتبہ مجھے ملے اور بات چیت کے دوران انہوں نے بعض قرآنی آیات کی ایسی تفسیر بیان کی جو نہایت اطمینان بخش، پُرمعارف اور عقل کے عین مطابق تھی لیکن مروجہ تفاسیر سے مختلف تھی۔ میں نے یہ تفسیر فوراً ہی قبول کر لی۔ اس کے بعد بھی عباس صاحب نے مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ نہ بتایا تا آنکہ مَیں نے خود ان سے امام مہدی کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایک صدی قبل ہندوستان میں مبعوث ہو چکے ہیں اور وہ تلوار کی بجائے علم وقلم اور معرفت وحکمت کے ہتھیار لے کر آئے ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے بڑے بڑے پادریوں کو شکست فاش دی ہے اور اب ان کی بنائی ہوئی جماعت انہی خطوط پر کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

تھوڑی سی مزید تفصیل اور جماعت کے عقائد سے آگاہی کے بعد میرے دل سے یہی آواز اٹھی کہ یہی حقیقی اسلام ہے اور یہی وہ امام مہدی ہے جس کے آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ لہذا میں نے جلد ہی بیعت فارم پر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کر دیا۔

سفینۂ نجات

خدا تعالیٰ نے میری تسلی کی خاطر مجھے رؤیائے صالحہ سے بھی نوازا۔ ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ اندھیرا ہے اور میں ایک میدان میں چل رہا ہوں، وہاں مجھے ایک شخص ملتا ہے جو میرا ہاتھ پکڑ کر چل پڑتا ہے۔ ہم چلتے چلتے سمندر کے کنارے پر پہنچتے ہیں جہاں ایک کشتی کھڑی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور شخص نظر آتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ وہ ہمارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بالآخر ہم تینوں اس کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں۔ میں ان دونوں شخصیات کو بغور دیکھتا ہوں تو وہ مجھے بہت پیارے لگتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ کون ہیں؟ شاید ان کو میری سوچ کا پتہ چل جاتا ہے اور ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور یہ مرزا غلام احمد امام مہدی و مسیح موعود ہیں۔ میں اپنی قسمت پر حیران ہوتے ہوئے رشک کرنے لگتا ہوں کہ اس کشتی میں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادمِ صادق مسیح موعود و امام مہدی کے ساتھ ہوں۔ یہ کشتی چلتے چلتے ایک بڑے بحری جہاز کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہاں مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ اس بحری جہاز پر سوار ہو جاؤ اور اس جہاز کے سواروں کے ساتھ جا ملو کیونکہ وہی تمہارے حقیقی اہلِ خانہ ہیں۔

اس خواب کے بعد مجھے انشراحِ صدر ہو گیا کہ میں جس روحانی کشتی میں سوار ہوا ہوں وہی سفینۂ نجات ہے اور یہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادم صادق مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی ہے اور اس جماعت کے افراد ہی میرا حقیقی خاندان ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے 1924ء کے سفر یورپ کے دوران کی بعض مجالس سوال و جواب

قسط نمبر 2

افریقہ میں اشاعت اسلام

ایک اور شخص (نے سوال کیا): **مَیں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ افریقہ میں بمقابلہ عیسائیت کے اسلام کیوں سُرعت سے پھیل رہا ہے؟**

حضرت صاحب: اصل بات یہ ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تمام انسان ایک ہی حالت میں ہوں۔ ان کے اندر انقلاب ہوتے رہتے ہیں۔ کسی مذہب کی حقیقی کامیابی کے لئے ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر ہر طبقہ کے لوگوں کی اصلاح کی قوت ہو۔ اس کی تعلیم معقول اور مؤثر ہو اور قابل عمل ہو۔ پھر اس تعلیم کے ثمرات اور نتائج ہمیشہ نظر آسکیں۔ اور یہ اصلاح کسی ایک طبقہ کی نہیں بلکہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کی اصلاح کر سکے اور ہر طبقہ کے لوگوں کو اس سے اوپر لے جاسکے۔ عیسائیت حقیقی اصلاح نہیں کرسکتی اور اس لئے عملاً وہ ناکام ثابت ہوچکی ہے۔ اس میں ایک حصہ پر زور دیا گیا اور دوسری اخلاقی قوتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے مگر ہر شخص جو عیسائی بھی ہے یہ سمجھتا ہے کہ یہ تعلیم عمل کے قابل نہیں۔ غرض عیسائیت ایسی ناکام ثابت ہوئی ہے کہ جو لوگ قومی حیثیت سے عیسائی ہیں وہ مذہبی طور پر عیسائی نہیں۔ برخلاف اس کے اسلام انسان کی تمام اخلاقی قوتوں کی تربیت کرتا ہے اور اس کی روحانیت کو نشو و نما دیتا ہے اور اس تعلیم کے ثمرات موجود ہیں۔ اس کے اصول ایسے سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں کہ ہر شخص اگر تعصّب نہ کرے ان کے ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ غرض اسلام اپنی تعلیم کے کمال اور اس کی آسانی اور اس کے مؤثر ہونے کی وجہ سے اور اس لحاظ سے کہ وہ تمام قوتوں کی تربیت کرتا ہے کامیاب ہے اور عیسائیت اس کے مقابلہ میں ناکام ہے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

ایک دوسرا شخص: **مجھے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ میں آپ نے مشنری بھیجا ہے اور وہاں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ کیا آپ مجھے مطلع کریں گے کہ اب کیا حالت ہے؟**

جواب: پچھلے سال وہاں تین سو آدمیوں نے بیعت کی ہے اور اسی طرح رفتارِ ترقی ہے۔ کل یہاں تین آدمیوں کے خطوط میرے پاس امریکہ سے آئے ہیں۔ امریکہ کے تین مختلف شہروں کے بڑے آدمی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر مَیں امریکہ جاؤں تو وہ ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک خط بوسٹن سے آیا ہے دوسرا نیویارک سے اور تیسرے کا پتہ اس وقت یاد نہیں۔

مگر میں سلسلہ کی اہم مرکزی ضروریات کی وجہ سے نہیں جا سکتا تاہم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں لوگوں کو بہت توجہ ہورہی ہے۔

قرآن اور بائبل کا مطالعہ

تیسرا شخص: **اگر انسان تعصّبات سے الگ ہوکر قرآن اور بائبل کا مطالعہ کرے اور مقابلہ کرتا جاوے تو کیا اس طرح پر مطالعہ کرنے سے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسیح پر کُھل جائے گی اور مسیح موعود کی فضیلت بھی۔**

حضرت صاحب: محض پڑھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ مطالعہ سے پہلے ایک تو اس مقصد کو قائم کرلینا چاہئے جس کے لئے اس نے مطالعہ شروع کیا ہے۔ دوسرے ایک معیار مقرر کرنا ہوگا کہ فضیلت اس کے لحاظ سے ثابت ہوگی۔

اگر مطالعہ کرنے والا صحیح نقطہ خیال کو مدنظر رکھے گا تو وہ صحیح نتیجہ کو پالے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مسیح پر بہت طریقوں سے ثابت ہے اور واضح ہے۔ کیا بلحاظ تعلیم کے، کیا بلحاظ تعلیم کے اثرات کے۔ اگر ایک ایک بات لی جاوے اور اس میں مسیح کی تعلیم اور اس کے اثرات کو دیکھیں اور بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اس کے نتائج کو دیکھیں تو حیرت انگیز فرق اور امتیاز معلوم ہوتا ہے اور انسان کو ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔

حضرت مسیح کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دائمی شریعت اور کامل قانون اور کتاب لے کر آئے۔ اور پھر حضرت مسیح کی تعلیم اخلاقی صرف ایک پہلو پر زور دیتی تھی قطع نظر اس کے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوسکتی ہو یا نہ ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ یہی نہیں کہ تمام پہلوؤں کی تربیت کرتی ہے بلکہ وہ ایسی کامل ہے کہ وہ اصلاح کی قوت اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر مسیح یہی نہیں کہ کوئی نئی تعلیم نہیں لایا بلکہ اس نے اقرار کیا کہ کوئی نئی بات لے کر نہیں آیا جیسا کہ پہاڑی وعظ میں اس نے اقرار کیا ہے۔

پس اس غرض کے لئے متقابل مطالعہ شروع کرنے سے پہلے معیارِ صداقت و فضیلت قائم کرنا چاہیے اور ایک ایک بات لے کر دیکھا جاوے۔

قرآن اور بائبل کا آپ مقابلہ کریں گے تو صاف کھل جائے گا کہ قرآن کریم کی تعلیم بہت اعلیٰ ہے اور مسیح صرف ایک محدود قوم اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے آیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عالمگیر تھی۔ وہ کُل نوعِ انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے نبی ہوکر آئے۔

مسیح موعود کا مسیح سے افضل ہونے کا مسئلہ بھی مشکل نہیں۔ قرآن کریم ایک اصل بتاتا ہے کہ مذہب سوسائٹی کی ترقی کے ساتھ ترقی کرتا ہے اور ایک قسم کا ارتقاء مذہب میں بھی ہوتا رہتا ہے اور وہ ارتقاء خدا تعالیٰ کے خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے وحی پاکر پیش کرتے ہیں۔ پس جو پہلے کے بعد آئے گا وہ یقیناً اس سے اس حالت موجودہ کے لحاظ سے افضل ہوگا۔ لیکن احمدؑ کی فضیلت در اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی فضیلت ہے کہ آپ کی تعلیم اور اس کے اثر سے اس کے غلاموں میں مسیح کے مقام کو پالیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔

نبی دو قسم کے ہوتے ہیں یا تو شریعت لے کر آتے ہیں اور یا وہ پہلے نبی کے متبع ہوتے ہیں۔ شریعت چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپ ایسی کامل شریعت اور کتاب لائے کہ اب قیامت تک کی انسانی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے اس میں اثر اور قوت موجود ہے اس لئے آئندہ خدا کے روحانی فضل اور برکت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا اور حضرت احمد نے آپ ہی سے پایا اور اب احمد کے متّبعین احمد کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر ان برکات اور فضلوں کو حاصل کر رہے ہیں۔ اور وہ برکات اب مسیح کے متبعین میں نہیں ہیں۔ ان کو بارہا اس مقابلہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بُلایا اور کوئی سامنے نہیں آیا اور اب بھی نہیں آسکتا۔ پس مسیح موعودؑ کے ثمرات جاری ہیں اور مسیح کے ختم ہوچکے۔ اس سے مسیح کی پوزیشن سمجھ میں آجاتی ہے۔

مسیح موعودؑ اور حضرت مسیح کی روح

ایک سپر چولسٹ: **کیا مسیح موعود احمد میں مسیح کی روح آگئی تھی یا اس کے روح کے اثر کے نیچے مسیح موعود کام کرتے تھے؟**

حضرت صاحب: ہم تناسخ کے قائل نہیں ہیں کہ یہ تسلیم کریں کہ مسیح کی روح مسیح موعود میں آگئی اور نہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ان کی روح کے اثر کے نیچے وہ کام کرتے تھے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو روح چلی جاتی ہے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آتی اور نہ اس روح میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ دوسرے پر اثر ڈال سکے۔ ہم تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ نبیوں سے کلام کرتا ہے۔ اور جب وہ کسی شخص کو کسی پہلے شخص کے نام پر بھیجتا ہے تو اس کی روح میں ہی وہ قوت اور اثر پیدا کر دیتا ہے اور وہ اس سے پہلے شخص سے مشابہ ہوجاتا ہے۔ چونکہ پہلے شخص کے ساتھ اس کو مشابہت ہوتی ہے اس لئے اس کو بھی اس سے ایک تعلق ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی روح کو حضرت مسیح کی روح سے مشابہت تامہ ہے ایسی کہ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے مسیح کو کشف میں بحالت بیداری دیکھا اور مسیح نے حضرت مسیح موعود سے مل کر کھانا کھایا۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے بارہا دیکھا اور آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی شدید اور قوی تعلق ہے کہ گویا آپؑ ہی کے خاندان کے ایک فرد اور بمنزلہ اولاد کے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام ارواح کی ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ایک پیغمبر اگر اپنی اخلاقی اور روحانی طاقتوں میں دوسرے سے مشابہ ہو تو ان کو باہم ایک تعلق ہوتا ہے اور وہ پیغمبر دوسرے جہان میں اس کے مقاصد اور اغراض کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہے۔ احمدؑ کے متعلق ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ مسیح کو ان کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

ایک عورت کے عجیب سوالات

(ایک عورت نے حضرت کو اس قدر محنت کرتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے سوال کیا۔)

عورت: آپ ہندوستان جاکر خوش ہوں گے؟

حضرت صاحب: مَیں اپنے کام میں جا کر خوش ہوں گا کیونکہ میں اپنے ہیڈکوارٹر میں بہت اور بہتر کام کرسکوں گا۔ میری خوشی کا یہی موجب ہے۔ ورنہ ہندوستان جانا یا یہاں آنا کوئی خوشی کا موجب نہیں۔ میری ساری خوشی کام کرنے میں ہے۔

عورت: کیا آپ کام کرنا بہت پسند کرتے ہیں؟

حضرت صاحب: یہ میرے متبعین سے پوچھو۔ مَیں صبح سے لے کر آدھی رات تک کام کرتا ہوں۔ لوگوں کو سلسلہ کی تعلیم دیتا ہوں۔ انتظام جماعت کے جو افسر اور دفاتر ہیں ان کی نگرانی کرتا ہوں اور ان کو ہدایات دیتا ہوں۔ کئی سو خطوط روزانہ دنیا کے مختلف حصوں سے آتے ہیں ان کو خود پڑھتا ہوں اور جواب کے لئے سیکرٹریوں کو ہدایت دیتا ہوں۔

عورت: کیا آپ آدمیوں سے ملتے ملتے تھک جاتے ہیں؟

حضرت صاحب: کیا کوئی عزیزوں سے تھک جاتا ہے؟ کیا تُو تھک جاتی ہے؟ میری خوشی اور آرام تو ان لوگوں سے ملنے ہی میں ہوتی ہے۔ وہ خدا کے لئے آتے ہیں۔ پھر میں خدا کے مہمانوں سے تھک جاؤں جو میری خوشی کا سرچشمہ ہے؟

عورت: یہ طاقت آپ کو کہاں سے ملتی ہے؟

حضرت صاحب: اس سے جو ساری طاقتوں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ میرا خدا ہے۔

عورت: کیا یہ صرف آپ کا خیال ہی ہے؟

حضرت صاحب: خیال کیا ہوتا ہے؟ یقین اور امر واقعہ ہے۔ مَیں تم سے باتیں کرتا ہوں، اس کو کیا خیال کہہ سکتا ہوں؟ پھر جب مَیں نے خدا کا کلام خود سنا ہے اور اس سے باتیں کی ہیں تو مَیں اس کا نام خیال کیسے رکھ سکتا ہوں۔ کام کرنے کا یہ طریق ہمارے امام نے بتایا ہے اور اس نے کر کے دکھایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ایسے وقت میں جب وہ اکیلا تھا فرمایا کہ لوگ تیرے پاس کثرت سے آئیں گے ان سے تھکنا نہیں۔ پس مَیں نے اس کو دیکھا کہ ہزاروں آدمی آتے اور وہ کبھی نہ گھبراتا اور نہ تھکتا۔ پھر خدا نے جب وہ جماعت میرے سپرد کی کیا مَیں اس سے گھبرا سکتا ہوں؟ ہم کو ہمارے امام نے اپنے عمل سے کام کرنا ہی نہیں سکھایا بلکہ یہ بھی بتایا کہ ہم دوسروں کے لئے جیئیں۔

عورت: آپ کتنی مرتبہ نماز پڑھتے ہیں؟

حضرت صاحب: پانچ وقت۔ لیکن اگر کوئی دینی کام ہو اور اس کی وجہ سے مصروفیت ہو یا اور ایسے مجبوری کے اسباب ہوں تو دو نمازیں ملا کر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

عورت: کیا آپ مذہب میں متعصّب ہیں۔ (اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو آپ کے مذہب کو نہیں مانتے ان سے نفرت کرتے ہیں یا ان پر سختی کرتے ہیں)

حضرت صاحب: مَیں متعصّب کیونکر ہوسکتا ہوں اور کسی مخالف سے نفرت کیسے کرسکتا ہوں۔ مَیں تو چاہتا ہوں کہ سب کے سب حق کو قبول کریں۔ اگر میں نفرت کروں تو میری بات کیونکر سنیں گے۔ مَیں ان لوگوں سے جنہوں نے مان لیا پیار کرتا ہوں کہ وہ میرے عزیز ہیں۔ اور مَیں ان لوگوں سے جنہوں نے نہیں مانا پیار کرتا ہوں کہ وہ بیمار ہیں اور میری ہمدردی کے زیادہ مستحق ہیں۔ میرے لئے نفرت کا کوئی موقع ہی نہیں۔ میری جماعت کے لوگ دکھ اٹھاتے ہیں، دکھ دیتے نہیں۔ ابھی افغانستان میں ایک واعظ کو وہاں کی حکومت نے سنگسار کرا دیا۔ اس سے پہلے بھی دو شہید ہوئے۔ اَور جگہ بھی لوگ تکلیف دیتے ہیں۔ ہم صبر کرتے ہیں اور ان سے ہمدردی کرتے ہیں کہ وہ نادان ہیں۔

عورت: مَیں مانتی ہوں کہ ایک خدا ہے بس یہ کافی ہے۔ کچھ اور جاننے کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت صاحب: جب ایک خدا مانتی ہو تو اس کے حکم کے موافق عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی حکم نہیں مانتی ہو تو پھر خدا کے ماننے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ کیا ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کا اقرار کر کے یہ کہہ دو کہ اس کے قانون کی کیا ضرورت ہے؟

عورت: مجھے اس تکلیف میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

باقی صفحہ 08 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا اور ہر ایک کی بھلائی چاہنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ صرف امن سے رہنا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ کسی بُرے کام سے رُکنا ہی ہمارا کام نہیں۔ فسادوں سے دور رہنا ہی ہمارا کام نہیں بلکہ دنیا میں امن کا قیام اور اس کے لئے بھر پور کوشش بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو برائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو فسادوں سے دور رکھنے اور بچانے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے

ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں، ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہنی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کام تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانا اور یہ خیر اور بھلائی بانٹنا ہے اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہمیں یہ فکر نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا ہماری آواز پر کان نہیں دھرتی، سنتی نہیں، توجہ نہیں دیتی۔ ہم خیر کی طرف بلاتے ہیں اور وہ شر میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے ہیں۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ہم جب شر کے بدلے خیر پہنچائیں گے تو انہی لوگوں میں سے پھر قطرات محبت بھی ٹپکیں گے اور یہ لوگ مسیح محمدی کی غلامی میں آ جائیں گے۔ اس کے لئے ہمیں دردِ دل سے دعائیں کرنے کی بھی ضرورت ہے اور کوشش کی بھی ضرورت ہے۔

ہمیں اپنی خیر کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا چاہئے نہ کہ محدود۔ ہم نہ تو دنیا سے ان کی جو مادی مدد ہم کرتے ہیں اس کے لئے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ روحانی خیر بانٹ کر کوئی بدلہ چاہتے ہیں۔ اگر کوئی درد اور تڑپ ہے تو صرف یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان لے۔

ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والے ہیں ہم نے مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا ہے اور کر رہے ہیں لیکن اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے ہم نے دنیا کی خیر اور بھلائی ہی چاہنی ہے

آج مسیح محمدی کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ حکمت اور محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے خیر اور بھلائی کی اسلامی تعلیم کو ہر دل میں گاڑ دیں اور اس کے لئے بھر پور کوشش کریں۔ اس کیلئے دنیا میں ہر جگہ داعیانِ الی اللہ کی تعداد کو بڑھانے اور فعّال کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو بھی اور جماعتی نظام کو بھی اس طرف توجہ دینے کی بھر پور توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 31/اکتوبر 2014ء بمطابق 31 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: 111) یعنی تم وہ لوگ ہو جو دوسروں کی بھلائی اور فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ یہ مسلمانوں کے کاموں میں سے ایک بہت بڑا کام ہے کہ دنیا ان سے فائدہ اٹھائے۔ ان سے دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچے نہ کہ شر۔ لیکن اس وقت دنیا کی جو حالت ہے جس پر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان حکومتوں اور گروہوں اور تنظیموں نے دنیا میں اس قدر فساد برپا کیا ہوا ہے کہ ایک دنیا اسلام کے نام اور مسلمان سے خوفزدہ ہے۔ اور اگر خوفزدہ ہونے کی حالت ہو تو پھر کون ہے جو مسلمانوں کی باتوں کو سنے یا یہ خیال کرے کہ ان سے ہمیں خیر اور بھلائی مل سکتی ہے۔ جو لوگ اپنے لوگوں کی ہی گردنیں کاٹ رہے ہوں، معصوموں کو، عورتوں کو، بچوں کو، بوڑھوں کو بلا امتیاز قتل کر رہے ہوں، بغیر کسی وجہ کے ناجائز طور پر اپنے نظریات کی پیروی نہ کرنے والوں کو غلام بنا رہے ہوں، ان سے کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ غیر مسلموں کے لئے خیر اور بھلائی چاہنے والے ہوں گے۔

پس اس عمل کا جو یہ لوگ کرتے ہیں لازمی نتیجہ یہی نکلے گا اور نکل رہا ہے کہ دنیا مسلمانوں سے خوفزدہ ہے لیکن ہم احمدیوں کے لئے اس میں شرمندگی کی بات اور غم اور تکلیف کی بات تو ضرور ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃٌ للعالمین ہیں ان کی طرف منسوب ہو کر ان لوگوں کے یہ عمل ہیں کہ انہوں نے مذہب اسلام کو بھی بدنام کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ کو بھی دنیا کے سامنے غلط رنگ میں پیش کرنے والے بن رہے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کی حیثیت سے ہمیں ان کے اس عمل سے مایوسی اور ناامیدی بالکل نہیں ہے۔ جب مَیں اکثر غیر مسلموں کے سامنے یہ بات رکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے یہ عمل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کے سچا ہونے کی دلیل ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی یہ حالت ہو گی بلکہ عرصہ بھی بتا دیا کہ یہ عملی زوال کی حالت اتنے عرصے کے بعد شروع ہو گی اور اتنے عرصے تک یہ اندھیرا زمانہ چلتا چلا جائے گا اور پھر مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہو گا جو اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم کو دنیا میں جاری کرے گا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 حدیث النعمان بن بشیر حدیث نمبر 18596 عالم الکتب بیروت 1998ء)

وہ تعلیم جو قرآن کریم میں اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اور جس کے حرف حرف پر عمل کا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے پتا چلتا ہے۔ اور ہم احمدی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس بگڑے ہوئے

زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ مسیح موعود اور مہدی معہود آ گیا اور صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آنے کے جو زمینی اور آسمانی نشان بتائے تھے وہ بھی پورے ہوئے۔ اور اس مسیح و مہدی نے ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے روشناس کروایا، ہمارے دلوں کو روشن کیا۔ آج جماعت احمدیہ اس خوبصورت تعلیم پر عمل کر رہی ہے۔ یہ باتیں جب ان کو بتائی جائیں تو ان لوگوں کو قائل کرتی ہیں کہ اسلام غلط نہیں بلکہ ان لوگوں کے عمل غلط ہیں جو اسلام کے نام پر دنیا میں فساد پھیلا رہے ہیں۔

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا اور ہر ایک کی بھلائی چاہنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل اور احسان کرتے ہوئے مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ صرف امن سے رہنا ہی ہمارا کام نہیں ہے۔ کسی بُرے کام سے رُکنا ہی ہمارا کام نہیں۔ فسادوں سے دور رہنا ہی ہمارا کام نہیں بلکہ دنیا میں امن کا قیام اور اس کے لئے بھرپور کوشش بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو برائیوں سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ دنیا کو فسادوں سے دور رکھنے اور بچانے کی کوشش کرنا بھی ہمارا کام ہے کیونکہ یہ کام مسیح موعود کے کاموں میں شامل ہے۔ آپ کو بھلائی اور خیر خواہی کے کام کو دوبارہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں جاری کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

پس دنیا کی یہ خیر خواہی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اور خدا تعالیٰ کا حکم ہم سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم میدانِ عمل میں آئیں اور دنیا کو خیر اور بھلائی پہنچانے اور شر کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ہم مسلمانوں کے بھی خیر خواہ ہیں ان کی بھلائی چاہتے ہیں اور غیر مسلموں کے بھی خیر خواہ ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہم عیسائیوں کے بھی خیر خواہ ہیں اور یہودیوں کے بھی، ہندوؤں کے بھی اور دوسرے مذاہب والوں کے بھی حتی کہ ہم دہریوں کے بھی خیر خواہ ہیں کیونکہ ہم نے ان سب کو وہ راستہ دکھانا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو بلکہ ہم نے ہر قسم کے جرائم میں ملوّث لوگوں چوروں اور ڈاکوؤں، ظالموں سب کی خیر خواہی چاہنی ہے اس لئے کہ یہ لوگ ربّ العالمین کے بندے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کی خیر خواہی چاہنی ہے اور انہیں نیکیوں پر چلنے اور برائیوں سے رکنے کے راستے دکھانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اُخْرِجَتْ لِلنَّاس کہہ کر ہمارا میدانِ عمل بہت وسیع کر دیا ہے۔ پس ہم نے دنیا کی بھلائی اور بہتری اور خیر خواہی کے لئے ان کو خدا تک پہنچنے کے صحیح راستے دکھانے ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی تلقین کرنی ہے۔ انہیں یہ بتانا ہے کہ اس زندگی کا ایک روز خاتمہ ہونے والا ہے اور پھر ہر ایک نے اپنے عمل کے مطابق جزا سزا حاصل کرنی ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑو تا کہ بہتر انجام ہو۔ لیکن یہ باتیں ہم کسی کو اس وقت تک نہیں سمجھا سکتے جب تک ہم خود اپنے انجام پر نظر رکھنے والے نہ ہوں۔ پس ایک بہت بڑا کام ہے جسے فکر کے ساتھ اور اپنے جائزے لیتے ہوئے ہم نے سرانجام دینا ہے۔ اس کام کی سرانجام دہی کے دوران ہمیں مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا اور کرنا پڑتا ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان مشکلات اور دنیا کی مخالفتوں کا ہم ہر قدم پر سامنا کرتے رہے ہیں اور یہ بات کوئی صرف ہمارے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے بھی نبی آئے انہیں اور ان کے ماننے والوں کو مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ کیونکہ محدود علاقوں اور قوموں کے لئے تھے اس لئے ان کی مخالفتیں بھی محدود تھیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیا نے مخالفت کی اور مخالفت کر رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں یہی کام اور دائرہ کار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ہے۔ اس لئے آپ کی مخالفت بھی ہر مذہب اور قوم والے نے کی جب آپ نے دعویٰ کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے اور کریں گے بھی۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا، نہ ہوگا۔ دنیا میں بیشک ایسے افراد ہیں جو جماعت احمدیہ کے امن کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں لیکن مذہب کے حوالے سے جب غیر معمولی ترقی ملنی شروع ہو جائے تو من حیث القوم مخالفتوں کا سامنا ہمیں مغربی ممالک میں بھی کرنا پڑے گا یا کم از کم یہاں کے جو بھی نام نہاد مذہب پر عمل کرنے والے ہیں ان کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی۔ اس لئے یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ ان پڑھے لکھے ملکوں میں ہمیشہ ہمیں خیر کا جواب خیر سے ملے گا۔ ابھی بھی ایسے چرچ ہیں جہاں پادری ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی انتظامیہ چرچ کی حیثیت سے جماعت کے ساتھ مل بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتی۔ فروری میں جو مذاہب کانفرنس ہوئی ہے اس میں چرچ آف انگلینڈ کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن انہوں نے جواب تک نہیں دیا اور نہیں آئے۔ دوسرے ممالک میں بھی کئی جگہ ہماری تبلیغی ٹیمیں جاتی ہیں تو چرچ چھوٹی جگہوں پر ایک دو مرتبہ تو اپنے ہاں فنکشن کرنے کی، استعمال کرنے کی انہیں اجازت دے دیتے ہیں کہ لوگوں کو جمع کر کے تم اپنا جو مدّعا اور مقصد بیان کرنا چاہتے ہو کر دو۔ لیکن جب دیکھتے ہیں کہ بار بار ہمارا وہاں جانا ہے اور لوگوں کا رجحان یہ باتیں سننے کی طرف ہو رہا ہے تو پھر مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔

اسی طرح لامذہب یا دہریہ مصنّفین ہیں جو بڑی شدت سے اسلام کی مخالفت میں لکھتے ہیں اور جب جماعت ان کا جواب دے تو ہمیں بھی مخالفانہ جواب آتے ہیں اور جوں جوں جماعت کی تعداد بڑھے گی یہ مخالفت بھی بڑھتی جائے گی۔ لیکن انبیاء کو بھی یہ یقین ہوتا ہے کہ آخر کار غلبہ ان کو ملنا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ یقین ان میں پیدا کیا ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ یقین تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ پر واضح فرمایا تھا کہ غلبہ آپ کا ہے اور اسی بنا پر ہمیں بھی یقین ہے کہ غلبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا ہے انشاء اللہ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جھوٹے وعدوں والا نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شمار فعلی شہادتیں اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو کسی بھی طرح تخفیف کی نظر سے دیکھیں یا خدا تعالیٰ پر بدظنی کریں۔ جماعت پر ایسے ایسے ہولناک حالات آئے کہ دشمن سمجھتا تھا کہ اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی مگر نتیجہ کیا نکلا کہ دشمن ان حالات میں اپنی تمام تر طاقتوں کے باوجود ناکام ہوا اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے حالات سے سرخرو ہو کر نکلی۔

پس دنیا ہمارے سے جو چاہے سلوک کرے یہ اُن کا کام ہے لیکن خدا تعالیٰ کی تائیدات کیونکہ ہمارے ساتھ ہیں اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات دیئے ہیں وہ پورے کرنے ہیں اس لئے بہرحال ہم نے ان حکموں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی عمل کرنا ہے اور دنیا کی خیر چاہتے ہوئے اپنے کام کو آگے بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہمارے جذبات تمام دنیا کے لئے نیک جذبات ہونے چاہئیں اور ہمارے جذبات نیک ہیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود دنیا ہمیں دکھ پہنچاتی ہے تو تب بھی ہم نے اپنے ذمے کام میں کمی نہیں آنے دینی کیونکہ دنیا کو سنبھالنے کا کام ہمارے سپرد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام خیرِ اُمّت رکھا ہے تو ہم نے خیر بانٹنے سے کبھی پیچھے نہیں ہٹنا اور یہ خیر اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا کو بلانا ہے۔ اس سے بَڑھیا خیر اور کیا ہو سکتی ہے؟

جتنا شر اور جتنی غلاظت اور جتنی ہوس پرستی اور جتنی خدا تعالیٰ کے احکامات کی تضحیک اس زمانے میں ہو رہی ہے اور حکومتیں اور میڈیا بھی جس طرح اس کی تشہیر کر رہے ہیں دنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آج شیطان جس زور سے حملے کر رہا ہے شاید پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں کہ ایک ہی وقت میں دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سیکنڈز کے اندر اندر غلاظت بھری تصویریں کہانیاں اور آوازیں پہنچ جاتی ہیں۔ ہم خیر کی آواز بلند کرتے ہیں تو اکثریت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور جو برائی کی آواز ہے وہ فوراً اپنا اثر دکھا رہی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی ہماری بات پر توجہ دیتا بھی ہے تو ان میں سے بہت سے ایسے ہیں بلکہ اکثریت ایسی ہے جو ایسا رویہ رکھتے ہیں جیسے بچوں کے ساتھ دکھایا جاتا ہے کہ شاباش تم بڑا اچھا کام کر رہے ہو اور پھر یہ لوگ لاتعلق ہو جاتے ہیں اور ان کاموں میں ملوّث ہو جاتے ہیں جو بھلائی سے دُور لے جانے والے ہیں۔ پس ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ہمارے مقاصد کے حصول کی انتہا نہیں ہے کہ ذرا سی تعریف پر بچوں کی طرح ہم خوش ہو کر بیٹھ جائیں۔ چند آدمیوں کو پیغام پہنچا کر ہم سمجھیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ بلکہ ہم نے دنیا کو خیر پہنچانے کے لئے برائیوں کو دُور کرنے کی کوششوں کو اپنی انتہا تک پہنچانا ہے۔ کوئی دنیاوی مخالفت کوئی دنیاوی روک چاہے وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا غیر مسلموں کی طرف سے یا کسی بھی طرف سے، دہریوں کی طرف سے اس کو ہم نے اس طرح اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرنی ہے جس طرح تیز ہوا ایک تنکے کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

پس اس سے ہمیں اندازہ کر لینا چاہئے کہ ہمیں کتنی جامع، ٹھوس اور شدت سے کوشش کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ہر احمدی کو اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق اس میں حصہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تمام دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچانا اور یہ خیر اور بھلائی بانٹنا ہے اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہمیں یہ فکر نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا ہماری آواز پر کان نہیں دھرتی۔ سنتی نہیں، توجہ نہیں دیتی۔ ہم خیر کی طرف بلاتے ہیں اور وہ شر میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے ہیں اور ہمارے خلاف یہ شر کے جو عمل ہیں یہ ہر طرف سے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت مسلمانوں میں تو جماعت احمدیہ کی مخالفت اتنی زیادہ ہے کہ تمام حدود کو توڑ گئی ہے۔ بیشک ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمارے حق میں اب تھوڑی بہت آواز اٹھانے لگ گئے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو حق کو حق سمجھ کر تمام تر مخالفتوں کے باوجود احمدیت اور حقیقی اسلام کو

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

قبول کرتے ہیں۔لیکن یہ بھی صاف نظر آ رہا ہے کہ فتنہ وفساد پیدا کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے یا کم ازکم ان کے خوف سے شرفاء باہر نہیں نکلتے اور یہ باہر نکل کر جو چاہے کرتے ہیں۔لیکن کیا اس مخالفت کی وجہ سے ہم اپنے کام بند کر سکتے ہیں۔کیا دنیا سے ڈر کر خدا تعالیٰ کے اس حکم کہ خیر کو پھیلاؤ اس سے پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمام تر مخالفتوں اور شیطانی روکوں کا مقابلہ کرتے ہوئے احمدیت کو قبول کرتے ہیں۔ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی احمدیت کی قبولیت کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ احمدیت کی مخالفت نے ہی انہیں احمدیت قبول کرنے کا راستہ دکھایا۔گزشتہ خطبہ میں ہی مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حوالے سے ایک شاعر کا ایک واقعہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے اعتراض تلاش کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور خاص طور پر فارسی درثمین پڑھی اور احمدیت قبول کر لی۔وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتا۔

پس ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ہم جب شر کے بدلے خیر پہنچائیں گے تو انہی لوگوں میں سے پھر قطرات محبت بھی ٹپکیں گے اور یہ لوگ مسیح محمدی کی غلامی میں آ جائیں گے۔ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ دشمنوں کے لئے بھی دعا کرو اور ان کے لئے خیر چاہو اور انہیں خیر پہنچاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 74۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ واقعہ بھی آپ جانتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلی درد کی تصویر ہے اور گزشتہ خطبہ میں بھی مَیں نے بیان کیا تھا کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے طاعون کو آپ کے نشان کے طور پر بھیجا تھا لیکن جب لوگ مرنے لگے تو پھر آپ کو فکر پیدا ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کون کرے گا اور ایمان کون لائے گا؟ اس پر آپ نے اس عذاب کے دُور ہونے کے لئے اس درد سے دعا کی کہ سننے والے کہتے ہیں کہ یوں لگتا تھا جیسے دردِ زہ سے کوئی عورت کراہتی ہے اور تڑپتی ہے۔

(ماخوذ از خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے ہمیشہ نبی مبعوث فرماتا ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 514)

پس دنیا والوں کے لئے یہ وہ خیر کا نمونہ اور معیار ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔آپ نے دنیا کی تباہی کے بجائے دنیا کی خیر چاہی کہ خدا تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔وہ بغیر تباہی کے بھی تو ان کے دلوں کی حالت بدل سکتا ہے۔پس ہمارا زور بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اس بات پر ہونا چاہئے کہ لوگ تباہ ہونے سے بچ جائیں تا کہ ہمارے بھائی بن جائیں۔اس کے لئے ہمیں درد دل سے دعائیں کرنے کی بھی ضرورت ہے اور کوشش کی بھی ضرورت ہے۔ہم نے دنیا کو صحیح روحانی راستوں کی رہنمائی کر کے ان کی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے۔

یہ بھی بتا دوں کہ روحانی رہنمائی کر کے ہم نے دنیا کو صحیح راستوں پر تو چلانا ہی ہے، مادی مدد اور خیر بھی ہمارے ذمہ لگائی ہوئی ہے اور قرآن کریم میں اس کے بارے میں بھی احکامات ہیں۔صرف اپنوں کے لئے خیر کے انتظامات نہیں کرنے، صرف اپنوں کے بھوک ننگ اور بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے کوشش نہیں کرنی بلکہ غیروں اور ہر ضرورتمند کے لئے ہماری کوشش ہونی چاہئے۔اس وقت مضمون تو گو روحانی خیر کا ہی زیادہ ہے لیکن ایک بات میرے علم میں آئی ہے اس لئے یہاں اس کا بھی بیان کر دیتا ہوں۔

گزشتہ دنوں ہمارے ایک احمدی یہاں سے ترکی اور لبنان وغیرہ میں گئے جو وہاں ہمسایہ عرب ممالک سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کی ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے گئے تھے۔کیونکہ وہاں ان لوگوں کی بھی کافی بری حالت ہے۔خوراک کی بھی کمی ہے اور دوسری چیزوں کی بھی، ان کے لئے کپڑے وغیرہ کی بھی ضرورت ہے۔اسی طرح بچوں کی تعلیم وغیرہ متاثر ہو رہی ہے۔تو بہرحال مختلف چیریٹی آرگنائزیشن ہیں جو اُن کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن کمی وہاں بہت زیادہ ہے۔وہاں کسی احمدی نے یہ اعتراض بھی کیا کہ جماعت احمدیہ یورپ والوں کی مدد کیوں کرتی ہے صرف ہماری مدد کرنی چاہئے۔ غالباً اس شخص کا اشارہ یورپ میں ہم چیریٹیز کو جو رقم دیتے ہیں اس کی طرف تھا۔تو یہاں بھی اس قرآنی حکم کے مطابق یہی جواب ہے کہ روحانی اور مادی مدد بلا امتیاز ہم نے ہر ایک کی کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو یہ نہیں فرمایا کہ احمدی بھوکے کو یا مسلمان بھوکے کو کھانا کھلاؤ بلکہ ہر بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔مسکین کی اور ضرورتمند کی ضرورت پوری کرو۔تو یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہر مسکین اور ہر ضرورتمند کی ضرورت پوری کریں۔ یہ تمام فرائض ہم نے ادا کرنے ہیں اور ایک مومن کو اس قسم کی باتیں زیب نہیں دیتیں کہ وہ اعتراض کرے کہ فلاں کو کیوں دیا اور فلاں کو نہیں دیا۔ بلکہ مومن کے فرائض میں داخل ہے کہ بلا امتیاز ہر ایک کی خدمت کرے۔ دوسرے ہم یہاں جو چیریٹی واک وغیرہ کرتے ہیں اس میں غیر بھی کافی بڑی تعداد میں حصہ لیتے ہیں۔اور یہی رقمیں جو چیریٹیز کو دی جاتی ہیں وہ لوگ بھی جب آتے ہیں تو ہماری چیریٹیز میں حصہ ڈالتے ہیں۔اس لحاظ سے یہاں کی مقامی چیریٹیز کا بھی حق بنتا ہے کہ خدمت انسانیت کے لئے جو کام وہ کر رہے ہیں ہم بھی ان کے ساتھ اس میں شامل ہو جائیں۔ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ میں یہ نظر آتا ہے کہ نبوت کا مقام ملنے کے بعد بھی آپؐ نے فرمایا کہ اگر آج بھی مجھے غیروں کی طرف سے ضرورتمندوں کی مدد کے لئے بلایا جائے تو مَیں شامل ہو جاؤں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام باب حلف الفضول صفحہ نمبر 91 دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

آپ کا اشارہ حلف الفضول جو معاہدہ تھا اس کی طرف تھا جس میں نبوت سے بہت پہلے مکّہ کے بعض لوگوں نے اکٹھے ہو کر غریبوں کی مدد کے لئے اور ضروریات پوری کرنے کے لئے تنظیم بنائی تھی جس میں آپ بھی شامل تھے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنی خیر کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جانا چاہئے نہ کہ محدود۔ہم نہ تو دنیا سے ان کی جو مادی مدد ہم کرتے ہیں اس کے لئے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ روحانی خیر بانٹ کر کوئی بدلہ چاہتے ہیں۔اگر کوئی درد اور تڑپ ہے تو صرف یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان لے۔اور یہ خیر بانٹ کر اور خیر چاہ کر انبیاء ہمیشہ یہی جواب دیتے رہے ہیں جو ہمیشہ انبیاء کا اور ان کی جماعتوں کا شیوہ ہے اور یہی ہمیں سکھایا گیا ہے کہ میرا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔مَیں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

پس یہی جواب انبیاء کی جماعت کا ہونا چاہئے اور ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ انبیاء جب خیر بانٹ کر پھر یہ کہتے ہیں کہ میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو پھر بھی ایک بہت بڑی تعداد نبی کی دشمنی میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔پس ہمیں بھی یہ سوچ لینا چاہئے کہ اس خیر کا بدلہ ہمیں ہمارے جو بدفطرت مخالفین ہیں ان کی طرف سے نقصان اور دشمنی کی صورت میں مل سکتا ہے اور ملتا بھی ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو ہمیں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے شیر بکری کو دیکھتا ہے کہ کس طرح شکار میرے قابو آیا۔ہمارا تو اس شخص جیسا حال ہے جس نے کوئی شیر یا چیتا پالا ہو اور وہ کسی طرح چھوٹ جائے تو مالک کی یہ کوشش ہو گی کہ اسے اس طرح قابو کرے کہ اس جانور کو کوئی نقصان نہ ہو اور پھر بھی وہ اس کے کسی کام آ سکے لیکن چیتے کی کوشش یہی ہو گی کہ مالک کو چیر پھاڑ ڈالے۔

پس پاکستان اور بعض ملکوں میں ایسے لوگ ہیں بلکہ تمام مولوی اور ان کے زیر اثر ایسے لوگ ہیں جو ہماری طرف جھوٹ منسوب کر کے ہمیں چیرنا پھاڑنا چاہتے ہیں لیکن ہماری یہ کوشش ہے کہ یہ کسی طرح بچ جائیں اور خدا تعالیٰ کی گرفت میں نہ آئیں۔ان لوگوں کی مخالفتیں ہمارے ساتھ کسی ذاتی وجہ سے نہیں ہیں۔مختلف احمدیوں کو مختلف جگہوں پر آئے دن دھمکیاں ملتی رہتی ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ احمدیت سے توبہ کر کے ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔تو ان کی دشمنیاں احمدیت سے ہیں کسی کی ذات سے نہیں۔اور احمدیت سے دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ انہیں صاف نظر آ رہا ہے کہ احمدیت کی ترقی اُن کے ذاتی مفادات اور لوگوں کے ان کی طرف رجحان کا زوال ہے۔جس جس طرح احمدی ترقی کرتے جائیں گے یا احمدیت ترقی کرتی جائے گی ان لوگوں کا زوال ہوتا جائے گا۔ان لوگوں کو نظر آ رہا ہے کہ جماعت جس طرح ترقی کر رہی ہے کل ہم پر قبضہ کر لے گی۔اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا کہ ان ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں یا ان ممالک میں جو ان کے زیر اثر ہیں جماعت کی ترقی جماعت کے خلاف منصوبہ بندی کی طرف لے جائے گی۔ان کے خیال میں شاید جماعت احمدیہ حکومتوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے حالانکہ جماعت احمدیہ کا پھیلاؤ ان ملکوں پر قبضہ کرنے والا پھیلاؤ نہیں بلکہ ان میں پہلے سے بڑھ کر امن اور سلامتی کو قائم کرنے کا ذریعہ بنے گا۔مسلمان ممالک میں بھی ہم مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جڑنے کا جو کہتے ہیں تو ان کی دنیاوی تکلیفوں اور فسادوں کو دُور کرنے کے لئے اور ان کے بہتر انجام کے لئے کہتے ہیں۔اسی طرح دنیا کے باقی مذاہب کے لوگوں کو ہم خدا تعالیٰ کے غضب سے بچانا چاہتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا پر اپنا غلبہ دنیا کو اپنے زیر نگین بنانے کے لئے نہیں چاہا تھا، نہ یہ دعا کی تھی کہ یہ غلبہ ہو۔یا آج خلافت کے ساتھ جڑ کر جماعت احمدیہ دنیا میں غلبے کی باتیں حکومتوں پر قبضہ اور دنیا کو زیر نگین کرنے کے لئے نہیں کرتی بلکہ اس کا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم کو دنیا میں رائج کرنے کے لئے ہے۔ہمیں ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اسلام کی تاریخ پر نظر رکھنی چاہئے کہ باوجود آپ کی طرف سے خیر اور بھلائی کے پیغام کے آپؐ کے خلاف، آپؐ کے صحابہ کے خلاف دشمنی کے بازار گرم کئے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

گئے۔ جنگیں ٹھونسی گئیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے لئے ہدایت اور رحم ہی مانگا اور حتی الوسع کوشش کی کہ دنیا کو آپ سے خیر ہی ملے۔ اور جنگیں اگر لڑیں تو وہ بھی مجبوری کی صورت میں اور ہر قسم کے ظلموں سے بچتے ہوئے صرف دفاع کے لئے اور اصلاح کے لئے اور یہ بھی ایک طرح سے ان لوگوں کی خیر کے لئے تھا۔ بہرحال جو آخری نتیجہ تھا وہ خیر کو حاصل کرنا ہی تھا۔ باوجود اس کے جب ہم دیکھتے ہیں مثلاً تورات میں حضرت اسماعیل کے خلاف حضرت اسحٰق کی قوم کی مخالفت کا ذکر ملتا ہے (ماخوذ از پیدائش باب 16 آیت 12) اور یہودیوں اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی بھی اس وجہ سے کی۔ باوجود اس کے کہ عیسائی اور یہودی آپس میں سخت مخالفت کرنے والے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دونوں اکٹھے ہوجاتے تھے اور اب بھی ہوجاتے ہیں۔ اسی سوچ اور تعلیم کی وجہ سے یہودیوں نے مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں پہنچائیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ ان کے لئے خیرخواہی کے جذبے کا اظہار ہوا سوائے اس کے جہاں حکومت کے قانون کو نافذ کرنے کے لئے سزا کی ضرورت تھی اور وہ بھی دوسروں کے لئے خیرخواہی تھی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کے طور پر اور ایک خاص نسبت کے ساتھ بھیجا گیا ہے تو تکلیفوں اور دشمنیوں کی یہ نسبت آپ کے ساتھ بھی قائم ہونی ضروری تھی اور ہے۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والے ہیں ہم نے مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا ہے اور کر رہے ہیں لیکن اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے ہم نے دنیا کی خیر اور بھلائی ہی چاہنی ہے۔

یہ باتیں سن کر شاید بعض ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ شاید مخالفتیں ہمیشہ ہی ہمارے ساتھ لگی رہنی ہیں۔ ایسی بات بھی نہیں ہے۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ غلبے کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہیں اور یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملنا ہے۔ انشاء اللہ۔ دنیاوی اسباب پر بھروسہ کر کے اور دنیاداروں پر بھروسہ کر کے ہم کسی بھی طرح اپنے کام کو پورا نہیں کر سکتے۔ ہم دنیاداروں پر بھروسہ کر بھی کس طرح سکتے ہیں کیونکہ خیرِ اُمّت تو ہمیں کہا گیا ہے۔ خیر ہم نے بانٹنی ہے، نہ کہ ہم نے خیر لینی ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے یہ غلبہ ملنا ہے تو ان فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ جو کام لگایا ہے اس کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرنی ہوگی۔ ہم نے جو کچھ کرنا ہے اپنی کوشش پر انحصار کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے کرنا ہے۔ دوسروں پر انحصار یا دنیاوی طاقتوں پر کسی بھی قسم کا تکیہ ہمارا زوال ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے الٰہی جماعتیں دنیاوی طاقتوں سے مدد نہیں لیا کرتیں۔ ہماری کوششیں کیا ہیں جن سے ہم کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں؟ یہ وہ خیر کا پیغام ہے جس کے بارے میں پہلے میں ذکر کر چکا ہوں جو ہر طبقے کے لوگوں کو ہر طبقے کے احمدی نے پھیلانا ہے اور اس کی ضرورت ہے۔ تبلیغ کے کام میں اپنے آپ کو ڈالنا ہے۔ مزدور ہے، تاجر ہے، ڈاکٹر ہے، وکیل ہے، سائنسدان ہے، استاد ہے، دوسرے زمیندار ہیں، ہر ایک کو حکمت سے خیرخواہی کا یہ پیغام اپنے اپنے طبقے میں پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کو احمدیت اور حقیقی اسلام کا پتا چلے اور اس سے پہلے کہ دنیا میں اور جگہوں پر جہاں ابھی مخالفت نہیں ہے احمدیت کے خلاف مخالفتوں کے بیج بوئے جائیں یا پنپیں ہماری جڑیں وہاں مضبوط ہوجائیں۔ شیطان کے گروہوں کو ہوش آنے سے پہلے خیر اور بھلائی کا اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ان جگہوں پر غلبہ ہوجانا چاہئے۔

پس آج مسیح محمدی کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ حکمت اور محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے خیر اور بھلائی کی اسلامی تعلیم کو ہر دل میں گاڑ دیں اور اس کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ اس کیلئے دنیا میں ہر جگہ داعیانِ الی اللہ کی تعداد کو بڑھانے اور فعّال کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو بھی اور جماعتی نظام کو بھی اس طرف توجہ دینے کی بھرپور توفیق عطا فرمائے۔

نوجوانانِ احمدیت کو عبادت کی خصوصی تحریک

اور اس کے انقلابی اثرات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اوائل نومبر 1955ء میں نوجوانانِ احمدیت کو یہ تحریک فرمائی کہ:

’’وہ تقویٰ اور عبادت پر خاص زور دیں اور اتنی عبادت کریں کہ آسمان کے دروازے اُن پر کھل جائیں اور ان پر الہام نازل ہونا شروع ہوجائے‘‘۔ (الفضل 17 نومبر 1955ء۔ صفحہ 2)

حضورؓ کی علالت کے باعث مخلصینِ جماعت کے قلوب میں ذکرِ الٰہی سے ایک خاص شغف پیدا ہو چکا تھا۔ دعاؤں کے اس ماحول میں اس تحریک نے نوجوانوں پر حیرت انگیز اثر ڈالا۔......نوجوانانِ احمدیت کے اندر ایسی زبردست روحانی تبدیلی پیدا ہوگئی کہ دعاؤں اور درود شریف کے بکثرت ورد سے اُن پر جنابِ الٰہی کی طرف سے رؤیا اور کشوف کے دروازے کُھل گئے جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے خطبہ جمعہ یکم جون 1956ء میں نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’کہنے کو تو مسلمان کہتا ہی رہتا ہے کہ اس کو صراطِ مستقیم کی خواہش ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتا ہے اور اس فضل کو کھینچنے کے لئے خدا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتا ہے۔ مَیں سوچا کرتا ہوں کہ کسی شاعر نے کیا سچ کہا ہے کہ ؎ خدا شرّے برانگیزد کہ خیرے ما درآں باشد

یعنی خدا تعالیٰ بعض وقت شرّ میں سے بھی ہمارے لئے خیر اور بھلائی اور برکت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ میری بیماری سے پہلے جماعت کے نوجوان وہی تھے جو اَب ہیں اور اُن کے تعلقات بھی ویسے ہی تھے جیسے اَب ہیں لیکن دُعاؤں اور درود کی طرف اُن کی زیادہ توجہ نہیں تھی لیکن جب میری بیماری کی خبریں شائع ہوئیں تو انہوں نے اپنے بزرگوں کو دیکھا کہ دُعائیں کر رہے ہیں تو انہوں نے بھی دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ پھر انہوں نے سنا کہ درود سے دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں۔ اس پر انہوں نے بھی درود پڑھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تھے تو پچیس پچیس، چھبیس چھبیس سال کے لیکن پہلے انہیں رؤیا وکشوف نہیں ہوتے تھے۔ لیکن ان دعاؤں اور درود کی کثرت کی وجہ سے مَیں دیکھتا ہوں کہ درجنوں احمدیوں کو بڑی اعلیٰ درجہ کی خوابیں آنی شروع ہوگئیں ہیں۔ اور ہر ڈاک میں ایسے کئی خطوط نکل آتے ہیں جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ روزانہ پانچ پانچ چھ چھ خط اکٹھے آجاتے ہیں جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض اتنی شاندار ہوتی ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ خدائی رؤیا ہیں۔ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ چاہے میری بیماری کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن بہرحال ان کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور چاہے انہوں نے دعا کی قبولیت کے لئے ہی درود پڑھا۔ مگر درود کی برکات سے انہیں حصّہ مل گیا۔ چنانچہ ان دعاؤں اور درود اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے نتیجہ میں ایسی ایسی خوابیں دوستوں کو آرہی ہیں کہ انہیں پڑھ کر حیرت آتی ہے اور ان کا لفظ لفظ بتا رہا ہوتا ہے کہ سچّی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر یہ تحفہ جو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مِلا ہے اس سے ان کے اندر حقیقی لذّتِ ایمان پیدا ہوگئی اور انہوں نے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی عادت کو ترک نہ کیا تو یہ رؤیا وکشوف کا سلسلہ ان کے لئے مستقل طور پر جاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر متواتر نازل ہونے شروع ہوجائیں گے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 104 و 460 تا 461)

بقیہ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض مجالس سوال و جواب......از صفحہ نمبر 4

حضرت صاحب: نہیں، اس کی ضرورت ہے۔ کیا صرف پانی کا علم رکھ کر پیاس بجھ جائے گی؟ ضروری ہے کہ پانی پی کر پیاس بجھاؤ۔ خدا تعالیٰ کو جب مان لیا ہے تو اس کے احکام کی تعمیل کرو کہ تم اس کی رضا کی برکات کو حاصل کر سکو۔ ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہئے جب تم ایک مذہب کو سچا مان لو تو پھر اس کی اتباع لازمی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے آپ کہا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔

عورت: کیا تم ایسا خیال کرتے ہو؟

حضرت صاحب: مَیں نے ابھی کہا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اس سے باتیں کی ہیں۔ اس نے قبل از وقت مجھے بہت سی باتیں بتائیں ہیں اور وہ پوری ہوئی ہیں (پلیگ وغیرہ کے متعلق رؤیا سنائے۔ اس سلسلہ کلام میں صفائی کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا) بے شک ہمارے مکان ایسے صاف نہیں جیسے یہاں کے ہیں۔ اس کی وجہ اور اسباب اَور ہیں۔ وہاں جھکڑ چلتے ہیں، آندھیاں آتی ہیں وہ صفائی رہ نہیں سکتی۔ لیکن ہمارے جسم تم سے زیادہ صاف ہیں اور طہارت اور نظافت اسلام کی خاص تعلیم ہے۔ کیا آپ دیانتداری سے کہہ سکتی ہیں کہ ہم لوگ لندن کے لوگوں سے زیادہ صاف نہیں؟ جس قدر ہم نظافت کا خیال رکھتے ہیں آپ لوگ نہیں رکھ سکتے اس لئے کہ ہم کو مذہب نے یہی تعلیم دی ہے۔ عبادت کے لئے صاف لباس اور صاف جسم ضروری ہے۔ ہر نماز کے ساتھ وضو ضروری ہے۔

(پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ) والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو غلطیوں اور بدیوں سے آگاہ کریں جن میں مبتلا ہو کر وہ برباد ہوجاتے ہیں اور وہ دوسروں سے ان کو سیکھتے ہیں۔ اگر ان کو تعلیم دی جاتی تو وہ محض سبق سمجھتے۔ لیکن جب تعلیم نہ ہو تو پھر دوسروں سے وہ عمل کے طور پر سیکھتے ہیں۔ اخلاقی تعلیم بطور سبق کے ہو اور اس میں ان آفات سے بھی بچنے کی تعلیم ہو جو ان کو اخلاقی طور پر تباہ کر دیتی ہیں۔ (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 584 تا 589)

..........................**(باقی آئندہ)**

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک وشبہات اوروساوس واعتراضات مع جوابات

ازتحریرات وکلمات طیّبات حضرت اقدس مسیح موعودومہدی معہودعلیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ: عبدالکبیر قمر۔ ربوہ)

قسط نمبر 3

کیا قرآن کریم کا صرف ایک یہی اعجاز ہے کہ وہ عربی زبان میں ہے؟

اور کیا قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت پراہل عرب ہی اطلاع پاسکتے ہیں دوسرے نہیں؟

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے مزید فرمایا کہ

(اعتراض) ’’**بعض اسلام کے مخالف یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگرچہ عقلی طور پر یہی واجب معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ خدا بے مثل چاہیے لیکن ایسا کلام کہاں ہے جس کا بے مثل ہونا کسی صریح دلیل سے ثابت ہو۔ اگر قرآن بے نظیر ہے تو اس کی بے نظیری کسی واضح دلیل سے ثابت کرنی چاہیے۔ کیونکہ اسکی بے مثل بلاغت پر صرف وہی شخص مطلع ہوسکتا ہے جس کی اصل زبان عربی ہو۔ اورلوگوں پراس کی بے نظیری حجت نہیں ہوسکتی اور نہ وہ اس سے متنفع ہوسکتے ہیں۔**

(جواب) **اماالجواب واضح ہو کہ** یہ عُذرِ خام انہیں لوگوں کا ہے جنہوں نے دلی صدق سے کبھی اس طرف توجہ نہیں کی کہ قرآن کی بے نظیری کوکسی صاحبِ علم سے معلوم کریں۔ بلکہ فرقانی نوروں کودیکھ کر دوسری طرف مونہہ پھیر لیتے ہیں۔تا ایسا نہ ہو کہ کسی قدر پرتوہ اس نور کا ان پر پڑ جائے ورنہ **قرآن شریف کی بے نظیری حق کے طالبوں کے لئے ایسی ظاہراور روشن ہے کہ جوآفتاب کی طرح اپنی شعاعوں کو ہرطرف پھیلارہی ہے۔** جس کے سمجھنے اور جاننے کے لئے کوئی دِقّت اور اشتباہ نہیں۔ اوراگرتعصّب اور عناد کی تاریکی درمیان میں نہ ہوتو وہ کامل روشنی ادنیٰ التفات سے معلوم ہوسکتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ فرقان مجید کی بے نظیری کی بعض وجوہ ایسی ہیں کہ ان کے جاننے کے لیے کسی قدر علمِ عربی درکار ہے۔

مگر یہ بڑی غلطی اور جہالت ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہیں یا تمام عجائباتِ قرآنیہ اور جمیع خواصِ عظمیٰ فرقانیہ صرف عربوں پر ہی کھل سکتے ہیں۔ اور دوسروں کے لیے تمام راہیں ان کے دریافت کرنے کی مسدود ہیں۔ ہرگزنہیں۔ ہرگزنہیں۔

یہ بات ہریک اہلِ علم پرواضح ہے کہ اکثر وجوہِ بے نظیری فرقان کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہیں کہ جن کے جاننے اور معلوم کرنے کے لیے کچھ بھی لیاقتِ عربی درکارنہیں۔

بلکہ اس درجے پر بدیہی اور واضح ہیں کہ ادنیٰ عقل جوانسانیت کیلئے ضروری ہے ان کے سمجھنے کے لیے کفایت کرتی ہے۔ مثلاً

ایک یہ وجہ بے نظیری کہ وہ باوجود اس قدر ایجاز کلام کے کہ اگراس کو متوسط قلم سے لکھیں توپانچ چارجُز میں آسکتا ہے۔

پھر تمام دینی صداقتوں پر کہ جو بطور متفرق پہلی کتابوں میں اور انبیاء سلف کے صحیفوں میں پراگندہ اور منتشرتھیں مشتمل ہے۔

اور نیز اس میں یہ کمال ہے کہ جس قدر انسان محنت اورکوشش اور جانفشانی کرکے علم دین کے متعلق اپنے فکراور ادراک سے کچھ صداقتیں نکالے یا کوئی باریک دقیقہ پیدا کرے۔ یا اسی علم کے متعلق کسی قسم کے اور حقائق اور معارف یا کسی نوع کے دلائل اور براہین اپنی قوتِ عقلیّہ سے پیدا کرکے دکھلاوے یا ایسا ہی کوئی نہایت دقیق صداقت جس کوحکمائے سابقین نے مُدّتِ دراز کی محنت اور جانفشانی سے نکالا ہو معرضِ مقابلہ میں لاوے۔ یا جس قدر مفاسدِ باطنی اور امراضِ روحانی ہیں جن میں اکثر افراد مبتلا ہوتے ہیں۔ان میں سے کسی کا ذکر یا علاج قرآن شریف سے دریافت کرنا چاہے۔تو وہ جس طور سے اور جس باب **میں آزمائش کرنا چاہتا ہے آزما کر دیکھ لے کہ ہریک دینی صداقت اور حکمت کے بیان میں قرآن شریف ایک دائرہ کی طرح محیط ہے۔جس سے کوئی صداقت دینی باہرنہیں۔**

بلکہ جن صداقتوں کوحکیموں نے بباعث نقصان علم وعقل غلط طور پر بیان کیا ہے۔قرآن شریف ان کی تکمیل واصلاح فرماتا ہے

اور جن دقائق کا بیان کرنا کسی حکیم وفلاسفر کو میسرنہیں آیا۔اور کوئی ذہن ان کی طرف سبقت نہیں لے گیا۔ان کو قرآن شریف بکمال صحت وراستی بیان اور ظاہر فرماتا ہے۔

اور ان دقائق علم الٰہی کوکہ جوصدہا دفتروں اورطول طویل کتابوں میں لکھے گئے تھے۔ اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے۔باستیفا تمام لکھتا ہے

اور آئندہ کسی عاقل کیلئے کسی نئے دقیقہ کے پیدا کرنیکی جگہ نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ وہ اسقدر قلیل الحجم کتاب ہے کہ جو بہ تحریر میانہ چالیس ورق سے زیادہ نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی وجہ بے نظیری ہے جس کی صداقت میں ایک ادنیٰ عقل کے آدمی کو بھی شک نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہریک عقل سلیم پر روشن ہے کہ ہریک نوع کی دینی سچائیاں اور الٰہیات کے تمام حقائق اور معارف اور اصول حقہ کے جمیع دلائل اور وسائل اور تمام اوّلین آخرین کا مغز ایک قلیل المقدار کتاب میں اس احاطہ تام سے درج کرنا جس کے مقابلہ پر کسی ایسی صداقت کا نشان نہ مل سکے کہ جواس سے باہر رہ گئی ہو۔ یہ انسان کا کام نہیں اور کسی مخلوق کی حدِّ قدرت میں داخل نہیں۔ اوراس کے آزمانے کے لیے بھی ہرایک خواندہ اور ناخواندہ پر صاف اورسیدھا راستہ کھلا ہے۔

کیونکہ اگراس امر میں شک ہو۔کہ قرآن شریف کیونکر تمام حقائق الٰہیات پر حاوی ہے۔تواس بات کا ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں کہ اگرکوئی صاحب طالب حق بن کر یعنی اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کرکے کسی کتاب عبرانی، یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں نکال کرپیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الٰہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا کرکے دکھلاویں توہم اسکو قرآن شریف میں سے نکال دیں گے۔ بشرطیکہ اسی کتاب کی اثناء طبع میں ہمارے پاس بھیج دیں تا وہ اس کے کسی مقام مناسب میں بطور حاشیہ مندرج ہوکر شائع ہوجائے۔

مگر ایسے سوال کے پیش کرنے میں یہ شرط بھی بخوبی یادرہے کہ جو صاحب محرّک اس بحث کے ہوں۔ وہ اوّل صدق اورصفائی سے کسی اخبار میں شائع کرادیں کہ یہ بحث محض طلب حق کی غرض سے کرتے ہیں اور اپنا پورا پورا جواب پانے سے مسلمان ہونے پر مستعد ہیں۔ کیونکہ جس کی نیّت میں حق کی طلب نہیں اور دل میں خدا کا خوف نہیں اورمحض خبث باطنی سے مفسدوں کی طرح بیہودہ گفتگو کرتا ہے۔اُس کی طرف متوجہ ہونا تضیع اوقات ہے۔

ایسا ہی ایک دوسری وجہ بے نظیری ہے کہ جو ہریک طالب حق کوآسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن شریف باوجود اُس ایجاز اوراُس احاطہ حق اور حکمت کے جس کا پہلی وجہ میں ذکر ہو چکا ہے۔**عبارت میں اسقدر فصاحت اورموزونیّت اور لطافت اورنرمی اورآب وتاب رکھتا ہے** کہ اگرکسی سرگرم نکتہ چین اورسخت مخالفِ اِسلام کوکہ جوعربی کی املاء انشاء میں کامل دستگاہ رکھتا ہو۔حاکم بااختیار کی طرف سے یہ پُرتہدید حکم سنایا جائے کہ اگرتم مثلاً بیس برس کے عرصے میں کہ گویا ایک عمر کی میعاد ہے۔اِس طور پر قرآن کی نظیر پیش کرکے نہ دِکھلاؤ کہ قرآن کے کسی مقام میں سے صرف دو چارسطر کا کوئی مضمون لے کراُسی کے برابر یا اُس سے بہتر کوئی نئی عبارت بنالاؤ۔جس میں وہ سب مضمون معہ اپنے تمام دقائق حقائق کے آجائے۔ اور عبارت بھی ایسی بلیغ اور فصیح ہوجیسی قرآن کی توتم کواِس عجز کیوجہ سے سزائے موت دی جاوے گی۔تو پھربھی باوجود سخت عناد اور اندیشہ رُسوائی اور خوف موت کی نظیر بنانے پر ہرگز قادرنہیں ہوسکتا اگرچہ دنیا کے صدہا زباندانوں اور انشا پردازوں کواپنے مددگار بنالے۔ یہ مثال متذکرہ بالاکوئی خیالی اورفرضی بات نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ حقّہ ہے جس کا قرآن شریف ہی کے وقت میں امتحان ہوچکا ہے اور جس کی سچائی ابتداء سے ہریک طالبِ حق پرآجتک ثابت ہوتی چلی آئی ہے۔

اوراب بھی اگرکوئی طالبِ حق اِس معجزۂ قرآنی کوبچشمِ خود دیکھنا چاہتا ہے۔تو اِس بات کا بھی ہم ہی ذمّہ اٹھاتے ہیں کہ یہ معجزہ بھی نہایت آسانی سے اُس پر ثابت کردیں گے۔ اوراس بات کا امتحان کرنا اور حق اور باطل میں فرق معلوم کرلینا کچھ مشکل بات نہیں۔کوئی ایسا امرنہیں جس میں کچھ خرچ ہوتا ہے یا کسی اورقسم کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ صرف طالبِ حق پر یہ لازم ہے کہ اپنی حسبِ مرضی قرآن شریف کے کسی مقام میں سے کوئی مضمون لیکرکسی عربی دان کوکہ جوآج کل اس ملک میں لاکھوں نظر آتے ہیں اس فہمائش سے دیوے کہ وہ اس مضمون کومعہ جمیع لطائف اور نکات اسکے کے اپنی عبارت میں بنادے۔ پس جب ایسا مضمون بنکر طیّار ہوجائے تو وہ ہمارے پاس بھیج دینا چاہیے اور ہم اس عبارت کا کمالاتِ قرآنی سے محروم اور بےنصیب ہونا ایسی واضح تقریر سے بیان کردینگے جس بیان کوہریک اردوخوان بخوبی سمجھ سکے گا۔

اس جگہ یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ جیسے اور چیزوں کے خواص متواتر تجربہ اورآزمائش سے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا ہی **بے نظیری کا خاصہ کہ جو قرآن شریف کی فصاحت وبلاغت میں پایا جاتا ہے۔وہ بھی بذریعہ تجربہ اورآزمائش ہی معلوم ہوتا ہے۔** خدانے خواص الاشیاء کی سچائی معلوم کرنے کا یہی ایک طریق رکھا ہے کہ جس کسی شے کے کسی خاصہ کے وجود میں شک ہوتو اُس کواس قدرآزمایا جاوے جس سے دلی اطمینان پیدا ہوجائے۔ اور جوشخص بعد آزمائش ایک خاصہ کے کہ جوایک شے میں پایا جاتا ہے پھر بھی یہ وہم کرے کہ کیوں یہ خاصّہ اس شے میں پایا جاتا ہے تووہ شخص حقیقت میں پاگل اورسودائی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 247 تا 308)

’’اورسب سے زیادہ ترحمق یہ ہے کہ حضرتِ باری کے خواص صفات اور افعال سے انکار کیا جائے۔ کیونکہ **’دوسری چیزوں کا خاصّہ کہ جوان کے غیر میں نہیں پایا جاتا محض تجربہ سے ثابت ہوتا ہے اور کوئی عقلی دلیل اس کی ضرورت پر قائم نہیں ہوتی۔** مگر جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں خدا کے خواص کا ضروری ہونا یعنی اس کی ذات اور صفات اورافعال کا شرکت غیر سے پاک ہونا اور قدرت کاملہ سے بھرے ہوئے ہونا یہ ایسا امرنہیں ہے کہ جو فقط تجربہ سے ثابت ہوا ہو۔ بلکہ دلائل عقلیّہ بھی خدا کا اپنی ذات اور جمیع صفات اور افعال میں واحدلاشریک ہونا ضروری اور واجب ٹھہراتے ہیں۔ اوراُس کی الوہیت کے تحقّق کواُنہیں خواص کے تحقق سے مشروط قرار دیتے ہیں۔

پس اب اُن نادانوں کوذرا حیا اورشرم کوکام میں لاکر غورکرنی چاہیے۔جنہوں نے کلامِ الٰہی کی بےنظیری کی عدم تسلیم میں صرف یہ اعتراض بنارکھا ہے کہ جس حالت میں خدا کا کلام بھی ہمارے کلام کی جنس میں سے ہے اوراُنہیں کلمات اورالفاظ سے مرکّب ہے جن سے ہمارا کلام مرکب ہے تو پھرکیا وجہ کہ اس کی مثل بنانے پرہم قادر نہ ہوسکیں۔ ایسے لوگوں کی حالت پر رونا آتا ہے جن کو ایسی مستحکم اور بدیہی صداقت کہ جو دلائلِ قاطعہ سے ثابت ہے سمجھ آنے سے رہ گئی۔ اگران میں ذرا عقلِ خداداد ہوتی تواِس بیہودہ اعتراض کرنے کے وقت اوّل یہی سوچتے کہ کیا خدا کا اپنی ذات اور صفات اور جمیع افعال میں واحد لاشریک ہونا ضروری ہے یانہیں؟ اوراگراِس دلیل کونہیں سوچا تھا توکاش اِس دوسری دلیل کو ہی سوچا ہوتا کہ جس ذات کوعلمی اور قدرتی طاقتوں میں سب سے زیادہ اور بےمثل ومانند تسلیم کرتے ہیں ان طاقتوں کے آثارکوبھی بےمثل ومانند ماننا چاہیے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں **کلام کی عظمت وشوکت متکلم کی علمی طاقتوں کے تابع ہے جوکوئی علمی طاقتوں میں زیادہ تر ہےاُس کی تقریر کی عظمت وشوکت بھی زیادہ تر ہے۔اوراگراس دلیل کوبھی نظر سے ساقط کردیا تھا توکاش مسئلہ خواص الاشیاء حق کا یادرکھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ صدہا چیزیں ایک ہی جنس کی ہوتی ہیں بلکہ ایک ہی صِنف کے تحت میں داخل ہوتی ہیں مگرپھربھی حکیم مطلق نے ہریک چیز میں جُدا جُدا خواص مودع کیے ہیں۔‘‘**

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 310 تا 343)

ایک اعلیٰ درجہ کا زبان دان فصیح وبلیغ عبارت لکھ سکتا ہے۔کیا یہ چیز ثابت کرتی ہے کہ انسانی کلام فصاحت وبلاغت میں قرآن کے برابر ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا کہ:

(اعتراض) ’’**بعض لوگ اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ بولی انسان کی ایجاد ہے** اور جبکہ انسان کی ایجاد ہوئی تو پھر بلاغت اور فصاحت اور دوسرے کمالاتِ متعلقہ کلام میں جیسا کہ چاہیے انسان مراتبِ اقصیٰ تک پہونچ سکتا ہے کیونکہ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلافِ قیاس ہے کہ انسان اپنی ایجاد میں ترقیات کرنے سے قاصر

اور عاجز رہے اور جب کلام کی بلاغت اور فصاحت میں ہر قسم کی ترقی کرنا مرتبۂ کمال تک پہونچ جانا عندالعقل ممنوع نہیں ہے تو اس صورت میں قرآنی بلاغت کی نظیر بنانا بھی ممنوع نہ ہوگا۔

(جواب) سو واضح ہو کہ یہ وسوسہ اوّل تو ہماری اس تقریر متذکرہ بالا سے دُور ہوتا ہے جسمیں ہم نے بتوضیح تمام لکھ دیا ہے کہ

انسان کی علمی طاقتیں خدا تعالیٰ کی علمی طاقتوں سے ہرگز برابر نہیں ہوسکتیں اور جو علمی طاقتوں میں ادنیٰ اور اعلیٰ اور قوی اور ضعیف کا فرق ہوتا ہے وہ ضرور ہے کہ کلام میں ظاہر ہو یعنی جو کلام اعلیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے وہ اعلیٰ اور جو ادنیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے وہ ادنیٰ ہو جیسا کہ خود انسان کے افراد متفاوت الاستعداد پر نظر کرنے سے یہ فرق ظاہر اور ہویدا ہے۔ اور ضعیف الاستعداد قوی الاستعداد کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ حالانکہ سب انسان ایک ہی نوع میں داخل ہیں۔

ماسوا اس کے یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ ہر یک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے۔ بلکہ بکمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیوں کا وہی خدائے قادرِ مطلق ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اُس کو اسی غرض سے زبان عطا فرمائی کہ تا وہ کلام کرنے پر قادر ہوسکے۔ اگر بولی انسان کی ایجاد ہوتی۔ تو اس صورت میں کسی بچۂ نوزاد کو تعلیم کی کچھ بھی حاجت نہ ہوتی بلکہ بالغ ہوکر آپ ہی کوئی بولی ایجاد کرلیتا لیکن بہ بداہت عقل ظاہر ہے کہ اگر کسی بچہ کو بولی نہ سکھائی جائے تو کچھ بول نہیں سکتا۔ اور خواہ تم اس بچہ کو یونان کے کسی جنگل میں پرورش کرو۔ یا انگلینڈ کے جزیرہ میں چھوڑ دو۔ خواہ تم اس کو خطِ استوا کے نیچے لے جاؤ۔ تب بھی وہ بولی سیکھنے میں تعلیم کا محتاج ہوگا اور بغیر سکھانے کے بے زبان رہے گا۔''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 344 تا 368)

(اعتراض) ''اور اس خیال کی تائید میں یہ وہم پیش کرنا کہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ بولیوں میں ہمیشہ صدہا طرح کے تغیر و تبدل خود بخود ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے بولیوں میں انسانی تصرف کا ثبوت ملتا ہے۔

(جواب) سو واضح ہو کہ یہ وہم سراسر دھوکا ہے۔ تغیرات کہ جو ہمیشہ بولیوں کو لگے ہوئے ہیں۔ یہ انسان کے ارادہ اور اختیار سے ظہور میں نہیں آتے اور نہ یہ کچھ قاعدہ مقرر ہوسکتا ہے کہ خود انسان کی طبیعت کسی خاص خاص وقتوں میں بولیوں میں تغیر تبدّل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ عمیق نظر سے معلوم ہوگا کہ یہ تغیرات بھی اس علّت العلل کے ارادہ اور اختیار سے وقوع میں آتے رہتے ہیں جیسے تمام تغیرات سماوی و ارضی اُس کے خاص ارادہ سے ظہور پذیر ہیں۔ یہ امر کبھی ثابت نہیں ہوسکتا کہ کبھی انسانوں نے متفق ہوکر یا الگ الگ اُن تمام بولیوں کو ایجاد کیا تھا جو دنیا میں بولی جاتی ہیں۔''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 369 تا 379)

بینن کا سالانہ میلہ اور نمائش قرآن کریم

☆......میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان الگ قسم کے ہیں۔ یہ تو ہمیں اپنے قرآن کریم کو ہاتھ لگانے دیتے ہیں۔

(ایک عیسائی کا اپنے دوستوں سے تبصرہ)

☆......میں سارا سال اس میلہ کا انتظار کرتا ہوں صرف اس لئے کہ احمدیہ سٹال پر جا کر قرآن کریم کے ترجمہ اور نئے اسلامی لٹریچر سے اپنی پیاس بجھاسکوں۔

(پروفیسر عربی زبان Calavi Univrsity)

(رپورٹ: ناصر احمد محمود۔ مبلغ سلسلہ بینن)

بینن مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ بنیادی طور پر بینن مشرکین اور رسم و رواج پر چلنے والوں کا ایک خطہ گردانا جاتا ہے۔ یہاں پر 42 فیصد عیسائی ہیں اور 24 فیصد مسلمان ہیں۔

اسلام کی اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہدایات کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکنہ طریق اختیار کرنے میں کوشاں رہتی ہے۔ ان میں ایک مؤثر ترین طریق جو حضور اقدس ایدہ اللہ نے فرمایا ہے قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی نمائش کا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے بینن میں ریجنل اور نیشنل سطح پر اس پر بڑی توجہ دی جاتی ہے اور باقاعدگی سے عمل ہورہا ہے۔ امسال بھی مختلف ریجنز میں قرآن کریم کی نمائشوں کے ذکر سے قارئین الفضل مستفیض ہوچکے ہیں۔

بینن میں ہر سال یکم اگست کو یوم آزادی کے موقع پر حکومت کی طرف سے سالانہ میلہ کا انعقاد کیا جاتا ہے جو جولائی کے آخری ہفتہ سے شروع ہوکر اگست کے پہلے weekend تک جاری رہتا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کی تقریبات میں ایک خاص رونق اس میلہ کی بھی ہوتی ہے۔ اس موقع سے خوب استفادہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میلے کے سٹالز میں ایک سٹال میں قرآن کریم کی نمائش کے ساتھ ساتھ اسلامی لٹریچر کی تقسیم اور فروخت کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اور عموماً یہ میلہ بینن کے صنعتی دارالحکومت کوتونو میں لگتا ہے۔

اس سال 22 جولائی تا 3 اگست 2014 کو یہ میلہ کوتونو کے انٹرنیشنل فٹ بال سٹیڈیم کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ جہاں 673 سٹالز لگے ہوئے تھے۔ جماعت احمدیہ کے سٹال کو جماعتی بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ اس میں قرآن کریم کے 53 زبانوں میں مہیا تراجم کو دو خوبصورت لکڑی کے Book Racks میں display کرنے کے ساتھ ساتھ میز پر فرنچ، عربی اور انگلش میں موجود لٹریچر اور کتب سلسلہ کی نمائش کی گئی۔ یہ نمائش دو ہفتے صبح آٹھ بجے سے لے کر رات گئے تک جاری رہی۔ کوتونو ریجن کے ایک لوکل مشنری، جامعہ کے ایک طالب علم اور آٹھ خدام پر مشتمل ایک ٹیم نے اس سلسلہ میں دن رات کام کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

اس میلہ کو روزانہ ہزاروں افراد وزٹ کرتے ہوئے ہمارے سٹینڈ تک بھی پہنچتے رہے اور بعض اوقات تو ایک گھمبیر رش کی صورتحال ہوجاتی تھی۔ کیونکہ اس سال نمائش کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی خدمت خلق کلینک بھی ساتھ ہی منعقد کیا گیا تھا۔ لوگ لٹریچر کے ذریعہ ہومیوپیتھی طریقہ علاج سے بھی متعارف ہوجاتے اور اس طرح ان کے مریض بھی ہمارے لٹریچر سے متعارف ہوجاتے۔

ہم نے اپنی ٹیم تین حصوں میں تقسیم کر رکھی تھی۔ ایک حصہ مستقل سٹال پر موجود رہتا تھا جن میں لوکل مشنری اور دو خدام نمائش دیکھنے والوں کو جماعت کا تعارف کرواتے تھے۔ اور قرآن کریم کے تراجم دکھا کر خدمت قرآن کے میدان میں احمدیت کے کارہائے نمایاں سے روشناس کروانے کے ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرتے تھے۔ ٹیم کا دوسرا حصہ لٹریچر کی فروخت پر متعین تھا جبکہ ٹیم کے تیسرے حصہ کی ذمہ داری یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ فولڈرز کو ہاتھوں میں لئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد میلے کے بازاروں اور گردونواح میں تقسیم کرنے کے لئے نکل جاتے تھے۔ جس سے اسلام احمدیت کے تعارف کے ساتھ ساتھ لوگوں کی توجہ جماعت کے سٹال کی طرف بھی مبذول کرواتے۔ یوں بھی کچھ عرصہ سے کوتونو ریجن نے ماہوار ایک اتوار کو تبلیغ کا پروگرام رکھا ہوا ہے جس میں انصار، خدام، اطفال اور بعض لجنہ مختلف پبلک مقامات پر جا کر پمفلٹ تقسیم کرتے ہیں۔

اس نمائش سے غیر مسلموں کی بہت سی غلط فہمیوں کے ازالہ کی توفیق ملی۔ ایک عیسائی نے اپنے دوستوں سمیت لٹریچر دیکھ کر گفتگو کی۔ قرآن کریم کے تراجم دکھائے گئے۔ جب قرآن ان کے ہاتھ میں دیکھنے کو دیا تو حیران ہو کر اپنے دوستوں سے کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ یہ الگ قسم کے مسلمان ہیں۔ یہ تو قرآن کریم کو چھونے دے رہے ہیں۔ پھر ہم سے مزید تعارف میں گہرائی میں اتر کر سوال کرنے لگے۔

بینن کی Calavi University کے عربی کے پروفیسر آئے اور کہنے لگے کہ میں سارا سال اس میلہ کا انتظار کرتا ہوں اس لئے کہ احمدیہ سٹال پر جا کر قرآن کریم کے تراجم اور نئے اسلامی لٹریچر سے اپنی پیاس بجھا سکوں۔ مزید تعارف پر معلوم ہوا کہ یہ پروفیسر صاحب سیرالیون سے یہاں یونیورسٹی میں 4 سال سے تعینات ہیں اور ہر سال آکر کچھ لٹریچر خرید کر جاتے رہے ہیں۔ اس بار انہوں نے بتایا کہ میں سیرالیون کے احمدیہ پرائمری سکول میں پڑھا ہوں۔ اور جب یہاں احمدیہ سٹال دیکھتا ہوں تو مجھے شوق ہوتا ہے کہ احمدیہ کتب خریدوں۔ میرے اساتذہ اور جماعت احمدیہ بہت اچھے ہیں۔

قرآن کریم کی نمائش اور بینن کے نیشنل میلہ کے ایام میں بفضلہٖ تعالیٰ 71000 سے زائد احباب تک جماعت احمدیہ کا تعارف اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچانے کا موقع ملا۔ اس میں 200,000 فرانک سے زائد کی قیمت کا لٹریچر فروخت ہوا جبکہ 21000 کے قریب فولڈرز اور پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلام احمدیت کی تعلیم کو احسن رنگ میں لوگوں تک پہنچانے کی توفیق دے اور اس خوبصورت تعلیم سے لوگوں کے دل منور ہوکر آقا و مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں آئیں۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے۔ اگر اس خوبصورتی سے دُور ہٹ گئے تو ہمارے میں اور غیر میں کیا فرق رہ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تم نمازیں پڑھتے ہو وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ تم روزے رکھتے ہو دوسرے مسلمان بھی روزے رکھتے ہیں۔ تم حج پر جاتے ہو دوسرے بھی حج پر جاتے ہیں۔ یا بعض صدقات بھی دیتے ہیں تو کوئی فرق ہونا چاہئے۔ ایک بڑا واضح فرق نظامِ جماعت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت سے تو ہمارا وفا کا تعلق ہے لیکن جماعتی نظام سے اختلاف ہے۔ جماعتی نظام بھی خلافت کا بنایا ہوا نظام ہے، اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہے تو خلیفۂ وقت کو لکھا جاسکتا ہے۔ اس کی شکایت کی جاسکتی ہے۔ لیکن نظامِ جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء۔ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2010ء)

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے 81 ویں سال کا اعلان فرمایا ہے۔

تمام امرائے کرام، مبلغین انچارج اور نیشنل صدران جماعت سے درخواست ہے کہ نئے سال کے وعدہ جات کے حصول کا کام شروع فرماویں۔ کوشش کریں کہ ہر فردِ جماعت خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ خاص طور پر نومبائعین کی طرف توجہ دی جائے۔

(ایڈیشنل وکیل المال، لندن)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بحر ظلمات میں دوڑائے جانے والے گھوڑے......خلائی جہاز

ریحانہ صدیقہ بھٹی۔ اسلام آباد

خلائی تاریخ بہت پرانی نہیں۔ پچاس سال پہلے جب روس نے سپوٹنک اول (Sputnik1) خلاء میں بھیجا تھا، تو زمین کے اردگرد کی خلاء سنسان اور انسان کے لیے ایک اجنبی جگہ تھی۔ یہ پہلا مصنوعی خلائی جہاز 4/اکتوبر 1957ء کو چھوڑا گیا۔ لیکن آج اگر کسی سیٹلائٹ سے لی گئی زمین کی تصاویر دیکھی جائیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران زمین کے قریب کی خلاء آمدورفت کے لئے ایک مصروف جگہ ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں اس قدر خلائی جہاز بھیجے جاچکے ہیں کہ خلاء کے آلودہ ہوجانے کا خطرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں راستوں والے آسمان کی قسم کھائی ہے فرماتا ہے: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ (الذاریت: 8) قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ (المومنون۔ 18) آسمان میں سات راستوں کا ذکر ہے۔ اگرچہ جہازوں کے بھی راستے مقرر ہوتے ہیں۔ لیکن زمین کے گرد گھومنے والے سیٹلائٹ بھی اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں۔

اس وقت کتنے سیٹلائٹ زمین کے گرد گھوم رہے ہیں؟ اس تعداد کا انحصار اس پر ہے کہ آپ سیٹلائٹ کی تعریف کیا کرتے ہیں۔ اگر اس کی تعریف یہ کی جائے کہ ایک ایسا جسم جو ایک بڑے جسم کے گرد گھوم رہا ہو۔ تو اس سوال کا جواب ہوگا، لاکھوں۔ لاکھوں سیٹلائٹ اس وقت زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اس میں سپیس کرافٹ کے علاوہ، انسانوں کا پھینکا گیا کاٹھ کباڑ بھی شامل ہے، جس کو سپیس جنک (space junk) کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ٹکڑے اندازاً 7.51 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہے ہیں۔ پینٹ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کا تصور کریں جو کہ 17000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتا ہوا ایک سیٹلائٹ سے ٹکرا جائے تو اس کا کیا حال کر سکتا ہے۔

غالباً بعض پڑھنے والوں کو فوم کا وہ چھوٹا ٹکڑا یاد آ گیا ہوگا جو کچھ عرصہ قبل سپیس شٹل ڈسکوری (Discovery) سے ٹکرایا تھا اور ڈسکوری زمین پر اترنے سے چند منٹ پہلے عملے کے سات افراد سمیت ہوا میں بکھر گئی تھی۔

سیٹلائٹ کی ایک دوسری تعریف کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے: ایک ایسا ٹرانسپورٹ جو کہ زمین کے گرد گھومنے کے لیے بنایا گیا ہو۔ اس تعریف کی رو سے خلاء میں سیٹلائٹ کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں صرف سپیس کرافٹ شامل ہیں اور وہ باقیات شامل نہیں ہیں جو زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔ Goddard Space Flight سنٹر کی رپورٹ کے مطابق 2271 سیٹلائٹ اس وقت زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ روس کے سیٹلائٹ خلاء میں ہیں جن کی تعداد 1324 ہے۔ اس کے بعد امریکہ کا نمبر ہے جن کی تعداد 658 ہے۔ اس وقت تک 1071 آپریشنل سیٹلائٹ زمین کے گرد گھوم رہے ہیں جن میں سے پچاس فیصد امریکہ کے ہیں۔

ان میں سے آدھے سپیس کرافٹ زمین کے قریب کے مدار میں ہیں یعنی زمین سے صرف چند سو کلومیٹر اوپر۔ بیس فیصد کے قریب درمیان کے مدار میں ہیں جو کہ (20,000) بیس ہزار کلومیٹر کے فاصلے پہ ہے۔ یہ عموماً navigation کے کام آتے ہیں۔ اور بہت تھوڑے سے بیضوی (elliptical) مدار میں ہیں جو کے زمین سے قریب اور دُور ہوتے رہتے ہیں۔ باقی تمام geostationary مدار میں ہیں۔ جو کہ قریباً چھتیس ہزار (36,000) کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ اگر ہم زمین کی سطح سے ان کو دیکھیں تو یہ ساکن دکھائی دیں گے۔ یہ جغرافیائی لحاظ سے ایک ہی جگہ پر رہتے ہیں اور ٹیلی کمیونیکشن، براڈ کاسٹ یا موسمی آبزرویشن کے لیے بہترین پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔

لیکن اس کے علاوہ زمین کے گرد بہت سے مصنوعی object گھوم رہے ہیں۔ مثلاً استعمال شدہ بوسٹر، مردہ سیٹلائٹ، یہاں تک کہ گمشدہ دستانے بھی ہماری زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق دس سینٹی میٹر سے بڑی اکیس ہزار (21,000) سے زائد اشیاء ہماری زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔ اور ایک سینٹی میٹر سے دس سینٹی میٹر تک کی پانچ لاکھ اشیاء زمین کے گرد گھوم رہی ہیں۔

اگر سیٹلائٹ سے لی گئی تصاویر کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوسکتا ہے کہ زمین کے قریب کا مدار کس قدر آلودہ ہو چکا ہے۔ اس لیے انٹرنیشنل سپیس اسٹیشن کو کسی خطرناک ٹکڑے سے بچنے کے لیے اکثر اوقات اپنی جگہ تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ سائنس دان پریشان ہیں کہ مستقبل میں خلائی سفر بہت خطرناک ہوجائے گا۔ اگر اسی طرح کوڑا کرکٹ خلاء کو آلودہ کرتا رہا تو ہمیں شائد خود کو مضبوط دھات کے بنے شیلڈ پہن کر انتیس ہزار کلومیٹر (29,000) کی رفتار سے سفر کرنا پڑے گا۔

http://www.universetoday.com/
42198/how-many-satellites-in-space/

☆......☆......☆

نمازجنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 23/اگست 2014ء بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم بشیر احمد زاہد صاحب (یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 22/اگست 2014 کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کے دادا حضرت کرم داد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ بشیر آباد سندھ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ٹیچر اور پھر نائب ہیڈ ماسٹر رہے۔ بعد ازاں گورنمنٹ کی طرف سے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے طور پر تقرر ہوا۔ اس ملازمت کے دوران انہیں مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ جماعی لحاظ سے حیدرآباد میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی جن میں ضلع کے سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری تعلیم القرآن اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ کی خدمات شامل ہیں۔ چند سال قبل یوکے شفٹ ہوئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت کا جذبہ رکھنے والے بہت نیک، صالح اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت کا تعلق تھا اور اکثر اس بات کا اظہار کرتے کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے خلافت کی برکت سے ملا ہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فیض احمد زاہد صاحب (مبلغ سلسلہ) آجکل کیٹ فورڈ (یوکے) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس موقع پر حسب ذیل کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم میر عبدالرحیم صاحب (آف جرمنی)

6 اگست 2014 کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ قادیان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دیہاتی مبلغ کی حیثیت سے کشمیر کے مختلف علاقوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ قادیان کے پاکیزہ ماحول کا آپ کی ذات پر گہرا اثر تھا۔ دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم اور کتب سلسلہ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ طب سے بھی آپ کو گہرا لگاؤ تھا۔ آپ نہایت سادہ مزاج، درویش منش، متوکل اور نیک انسان تھے۔ خلافت سے عشق اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم میر عبدالرشید صاحب تبسم مرحوم (سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ) اور مکرم میر عبد الباسط صاحب (نائب ناظر اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ) کے والد تھے۔

(2) مکرم صوبیدار عمر شریف صاحب (محلّہ دارالفتوح شرقی۔ ربوہ) 26 مئی 2011ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو لمبا عرصہ شعبہ مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں نیز 12 سال تک صدر محلّہ کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، نہایت محنتی، شریف النفس، چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم حنیف احمد ثاقب صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری عطاء محمد قمر صاحب (محلّہ نصیر آباد حلقہ غالب۔ ربوہ) 3 جون 2014ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا تعلق ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ آپ کو ناظم انصار اللہ اور سیکرٹری تعلیم القرآن ضلع گوجرانوالہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ہمدرد، منکسر المزاج نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں 25 افراد پر مشتمل تین خاندانوں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم رضا محمد انجم صاحب نگران بہشتی مقبرہ توسیع ربوہ کے والد تھے۔

(4) مکرم عبدالغنی صاحب کشمیری (اورنگی ٹاؤن۔ کراچی) 2 مئی 2014ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کراچی میں مرحوم کا گھر غیر احمدیوں کے ایک مدرسہ کے سامنے واقع ہے۔ لمبا عرصہ بڑی بہادری کے ساتھ مخالفین کا مقابلہ کرتے رہے۔ جب حالات بہت خراب ہوگئے تو ہجرت کر کے کشمیر چلے گئے اور پھر وہاں سے ربوہ شفٹ ہوگئے۔ آپ نماز با جماعت کے پابند، دعاگو، ملنسار، عہدیداران جماعت کا احترام کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

(5) مکرمہ محمد بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد حسین صاحب چک نمبر 563 گ ب شرقی۔ ضلع فیصل آباد)

3 مئی کو تقریباً 100 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، جماعت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔

(6) مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد خالد صاحب مرحوم۔ محلّہ فیکٹری ایریا حلقہ سلام۔ ربوہ)

14 جون 2014 کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ تنظیمی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ لمبا عرصہ اپنے حلقہ میں سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید اور صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت خوش اخلاق، مالی قربانی میں پیش پیش، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ خلیفۂ وقت کے خطبات باقاعدگی سے سنتی تھیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مبارک احمد صاحب کارکن دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی ہمشیرہ تھیں۔

(7) مکرم قریشی منور احمد صاحب (ابن مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب شہید۔ امیر جماعت سکھر) 2 جون 2014 کو 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو مختلف جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ زعیم انصار اللہ حیدر آباد بھی رہے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے اور اپنے بچوں کو بھی مالی قربانی کی تلقین کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 27/اگست 2014ء بروز بدھ بوقت 11:30 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب۔ جرمنی)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 22/اگست 2014ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ بہت نیک تہجد گزار، نمازوں کی پابند، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ جرمنی قیام کے دوران آٹھ سال تک لوکل مجلس میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس موقع پر **مکرم قیصر محمود صاحب (ابن مکرم شیخ رفیق احمد صاحب۔ وہرہ۔ چنئی۔ انڈیا)** کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

آپ 15/اگست 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کے دادا مکرم حاجی شیخ محمد ابراہیم صاحب مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ چنئی میں نائب امیر، سیکرٹری امور عامہ اور قاضی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ غریبوں کے ہمدرد، چندہ جات میں باقاعدہ، مالی قربانی اور خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بے انتہا عشق اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی بروک لین (امریکہ) میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

غزوہ خیبر

محرّم 7 ہجری

بریگیڈئر [ر] دبیر احمد پیر

پس منظر

ہجرت کے وقت سے مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے لئے مستقل پریشانی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ باوجود باہمی معاہدوں کے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے قریش، منافقین اور دوسرے مخالف قبائل کے ساتھ مل کر سازشیں کرتے تھے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے ابھارتے تھے۔ مدینہ میں آباد یہودی قبائل اسلام کی ابھرتی ہوئی طاقت کو کسی صورت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے وہ ان کے خلاف ہر وقت دشمنوں سے ساز باز اور سازشیں کرتے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نہایت رواداری اور برداشت کا معاملہ کیا۔ لیکن جب آپؐ نے دیکھا کہ وہ معاہدوں کا پاس نہیں کر رہے اور مسلمانوں کے لئے مستقل خطرے کا موجب بنے ہوئے ہیں تو ان کی انہی حرکتوں کے سبب انہیں مدینہ سے جلاوطن کر دیا۔

زیادہ تر یہودیوں نے مدینہ سے نکل کر خیبر میں پناہ لی جس کی وجہ سے خیبر یہودیوں کا بڑا اڈہ بن گیا تھا اور ان کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ کافی عرصے سے خیبر کے یہودی قبائل مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کُن جنگ کے لئے تیاریوں میں مصروف تھے۔

حالات

...... سلام بن الحقیق خیبر کے یہودیوں کا سربراہ تھا۔ اس کی مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے تنگ آ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہادر انصاری عبداللہ بن عتیق کو خیبر بھیجا جس نے موقع پا کر سلام بن الحقیق کو قتل کر دیا۔ کچھ عرصہ تک تو علاقے میں امن رہا اور جو فوج اس نے اکٹھی کی ہوئی تھی وہ منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد اسیر بن زارم وہاں کا سربراہ بنا۔ اس نے بھی آتے ہی مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارارہ کو ان کے پاس خیبر بھیجا تا کہ وہ اسے اپنے ساتھ مدینہ لے آئیں جہاں پر ان کے ساتھ علاقے میں امن برقرار رکھنے کے سلسلے میں بات چیت ہو جائے۔ اسیر بن زارم نے مدینہ آنے پر آمادگی ظاہر کی اور عبداللہ بن ارارہ کے ساتھ مدینہ کی طرف چل پڑا۔ راستے میں یہودی سردار نے ایک مسلمان کی تلوار چھیننے کی کوشش کی اور اس لڑائی میں مارا گیا۔

...... یہودی مسلمانوں کے خلاف پورے علاقے میں آگ بھڑکا رہے تھے اور کسی صورت ان کے ساتھ پُرامن طور پر رہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کو ان حالات سے مجبور ہو کر بار بار فوجی مہمات بھیجنی پڑ رہی تھیں۔

...... یہود قبائل کی جنگی تیاریاں عروج پر تھیں۔

...... یہودیوں نے بنو غطفان اور خیبر کے ارد گرد آباد دوسرے عرب قبائل سے مسلمانوں سے لڑائی کی صورت میں مدد کے لئے معاہدے کر لئے تھے۔

...... صلح حدیبیہ کے بعد اب حالات یہود سے فیصلہ کن معاملات طے کرنے کے لئے موزوں ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس معاہدے کی رو سے مسلمانوں اور یہودیوں میں جنگ کی صورت میں قریش غیر جانبدار رہیں گے۔

خیبر میں یہودیوں کے قلعے

خیبر کی آبادی دو منطقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک منطقے میں درج ذیل پانچ قلعے تھے:

1۔ حصن ناعم 2۔ حصن صعب بن معاذ 3۔ حصن زبیر
4۔ حصن ابی 5۔ حصن نزار

خیبر کی آبادی کا دوسرا منطقہ کتیبہ کہلاتا تھا۔ اس منطقے میں درج ذیل تین قلعے تھے:

1۔ حصن قموص 2۔ حصن وطیح 3۔ حصن سلالم

ان آٹھ قلعوں کے علاوہ بھی خیبر کے علاقے میں یہودیوں کے مزید قلعے اور گڑھیاں تھیں لیکن وہ چھوٹی تھیں اور قوت اور حفاظت میں ان قلعوں کے ہم پلّہ نہ تھیں۔

اسلامی لشکر کی مدینہ سے خیبر تک کی حرکت [movement] اور راستے کا انتخاب

...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے لئے ایسے راستے کا انتخاب کیا کہ یہودیوں کو مسلمانوں کے خیبر تک پہنچنے کی خبر نہ ہو سکے۔

...... خیبر مدینہ کے شمال میں واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام استعمال کا راستہ چھوڑ کر ایسے راستے کا انتخاب کیا کہ اسلامی لشکر خیبر کے شمال میں شام اور خیبر کے درمیان نمودار ہوا۔ شمال کا راستہ بلاک کرنے سے یہودیوں کا شام کی طرف بھاگنے کا راستہ بند ہو گیا۔ اس طرف سے چونکہ بنو غطفان کا بھی راستہ نکلتا ہے اور وہ یہودیوں کے حلیف بھی تھے اور ان کی امداد کے لئے آ رہے تھے جیسے ہی انہیں پتہ چلا کہ اسلامی لشکر وہاں پہنچ گیا ہے وہ وہیں سے واپس چلے گئے کیونکہ یہاں سے ان کا اپنا گھر غیر محفوظ [vulnerable] ہو جاتا تھا۔

...... خیبر کے علاقے میں پہنچ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی مشورے سے لشکر کے کیمپ کی جگہ کا انتخاب فرمایا۔

مخالف افواج کا تقابلی جائزہ

مسلمانوں کی تعداد 1400 تھی اور ان کے ساتھ 200 گھوڑے تھے جبکہ یہودیوں کی تعداد تقریباً 20000 تھی۔ [یہودیوں کی تعداد کے بارے میں روایات اور مؤرخین میں کچھ اختلاف ہے۔]

جنگ کی کارروائی

قلعہ ناعم

...... سب سے پہلے قلعہ ناعم پر اسلامی لشکر نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کی کمان میں حملہ کیا کیونکہ یہ قلعہ اپنے محلِ وقوع کی نزاکت اور سٹرٹیجی کے لحاظ سے خیبر کی پہلی دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا تھا اور خیبر کا سب سے مضبوط قلعہ تھا۔

...... اسی قلعے میں یہودی فوج کا سپہ سالار مرحب بھی مقیم تھا اور بڑا شہ زور اور جانباز مشہور تھا۔

...... جب اسلامی لشکر اس قلعے کے سامنے پہنچا تو سب سے پہلے مبارزت کا مرحلہ آیا جس میں یہود کی طرف سے مرحب سامنے آیا اور اس نے مقابلے کا چیلنج دیا جسے حضرت عامرؓ نے قبول کیا۔ مقابلے کے دوران وہ زخمی ہو گئے اور بعد میں اسی زخم سے ان کی موت واقع ہوئی۔ ان کے زخمی ہونے کے بعد حضرت علیؓ آگے بڑھے اور انہوں نے مرحب کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور لڑائی کا چیلنج دیا جس پر حضرت زبیرؓ آگے بڑھے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

...... اس مرحلے کے بعد عام جنگ شروع ہوئی جس کے دوران مسلمانوں نے قلعے پر حملے کئے جن کے دوران کئی سر برآوردہ یہودی مارے گئے۔ لڑائی کے نتیجے سے مایوس ہو کر اس قلعے کی تمام سپاہ لڑائی کے دوران ہی چپکے چپکے نکل کر قلعہ صعب میں منتقل ہو گئی اور مسلمانوں نے اس قلعے پر قبضہ کر لیا۔

...... اس لڑائی کے دوران یہودیوں کی جانب سے زیادہ مزاحمت اس وجہ سے بھی نہیں ہوئی کیونکہ یہ قلعہ ان کا انتظامی بیس [logistic base] تھا اور یہاں پر انہوں نے زیادہ سپاہ نہیں رکھی ہوئی تھی۔

قلعہ صعب بن معاذ

...... قلعہ ناعم کے بعد قلعہ صعب بن معاذ قوت و حفاظت کے لحاظ سے دوسرا سب سے مضبوط قلعہ تھا۔ یہاں پر مسلمانوں نے حضرت حباب بن منذر انصاریؓ کی کمان میں حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ تقریباً تین دن تک جاری رہا۔

...... تین دن کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعے پر حملے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے روایتاً مبارزت کی کارروائی ہوئی اور اسی دن شام تک مسلمانوں نے قلعہ فتح کر لیا۔

...... اس قلعے کی فتح سے مسلمانوں کے ہاتھ بہت سی خوراک اور چربی آئی۔ اس کے علاوہ چند منجنیقیں اور دبابے بھی آئے۔ [دبّابہ اس زمانے میں لکڑی کا قدرے محفوظ اور بند گاڑی نما ڈبہ بنایا جاتا تھا جس میں نیچے سے کئی آدمی گھس کر قلعے کی فصیل تک پہنچ جاتے تھے اور دشمن کی زد سے محفوظ رہتے ہوئے فصیل میں شگاف کرنے کی کوشش کرتے تھے]

قلعہ زبیر

...... ناعم اور صعب کے قلعوں میں شکست کے بعد یہودی نطاۃ کے سارے قلعوں سے نکل کر قلعہ زبیر میں جمع ہو گئے۔ یہ ایک محفوظ قلعہ تھا اور پہاڑی کی چوٹی پر واقع تھا جس تک جانے کا راستہ بھی بہت پُر پیچ اور مشکل تھا۔

...... مسلمانوں نے اس قلعے کا محاصرہ کیا جو تین دن تک جاری رہا۔ یہاں پر مسلمانوں کے علم میں یہ بات آئی کہ اس قلعے میں پانی کا کوئی ذخیرہ موجود نہیں تھا اور قلعے کے لوگ رات کو چھپ کر پہاڑی سے نیچے آتے تھے اور اپنے لئے پانی لے کر قلعے میں واپس چلے جاتے تھے۔

...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں نے پانی کے تمام ذرائع اپنے زیر اثر کر لئے جس پر یہودیوں کو مجبوراً قلعے سے باہر نکلنا پڑا اور دونوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی جس میں دونوں طرف کا جانی نقصان ہوا لیکن مسلمانوں نے قلعہ فتح کر لیا۔

قلعہ ابی

...... قلعہ زبیر کی شکست کے بعد یہودی قلعہ ابی میں قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

...... لڑائی میں مبارزت کے مرحلے کے فوراً بعد اس سے پہلے کہ یہودی قلعے کا دروازہ بند کرتے مسلمان قلعے میں گھس گئے جس پر وہاں پر تھوڑی دیر تو زوردار لڑائی ہوئی اور پھر یہودیوں نے وہاں سے بھی کھسکنا شروع کر دیا اور بالآخر سب کے سب نے بھاگ کر قلعہ نزار میں پناہ لی۔

قلعہ نزار

...... یہ قلعہ بھی علاقے میں اپنی مضبوطی کے سبب مشہور تھا۔ یہود کا خیال تھا کہ مسلمان اس قلعے کو فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی یہاں رکھا ہوا تھا۔ یہ قلعہ خیبر کے اس منطقے کی دفاعی لائن کا آخری قلعہ تھا۔

...... مسلمانوں نے اس قلعے کا سختی سے محاصرہ کیا اور یہودیوں پر سخت دباؤ ڈالا لیکن قلعہ چونکہ ایک بلند اور محفوظ پہاڑی پر واقع تھا اس لئے اس میں داخل ہونے کی صورت نہیں بن رہی تھی۔ یہودی بھی قلعے سے باہر نکل کر لڑنے پر تیار نہیں تھے۔ لڑائی بنیادی طور پر تیروں اور پتھروں سے ہو رہی تھی۔

...... کچھ عرصے کے بعد مسلمان قلعے کی دیوار میں شگاف ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مسلمانوں نے جو منجنیقیں قلعہ صعب بن معاذ کو فتح کرنے کے بعد حاصل کی تھیں یہاں پر انہیں استعمال کیا گیا۔ اس طرح مسلمان قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔ اس کے بعد قلعے میں سخت جنگ ہوئی جس میں نقصان اٹھانے کے بعد یہودی وہاں سے اپنی عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خیبر کے باقی علاقے کی فتح

...... نطاۃ اور شق کا علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتیبہ کے علاقے کا رخ کیا جہاں پر وطیح اور سلالم کے قلعے تھے۔

...... سلالم بنو نضیر کے ایک مشہور یہودی ابوالحقیق کا قلعہ تھا۔ مختلف قلعوں سے شکست کے بعد بھاگنے والے یہودی قلعہ سلالم میں جمع ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کے پاس لڑنے والی سپاہ کی کافی تعداد جمع ہو گئی تھی۔ یہودیوں نے یہاں پر نہایت ہی ٹھوس قلعہ بندی کر لی تھی۔

...... یہاں پر روایات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ علاقہ مسلمانوں نے لڑ کر یہودیوں سے لیا یا انہوں نے بات چیت کے ذریعے اپنے قلعوں کو ان کے حوالے کر دیا۔

...... مسلمانوں نے اس علاقے میں پہنچ کر حسب سابق سخت محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ چودہ دن تک جاری رہا کیونکہ یہودی اپنے قلعوں سے باہر نہیں نکل رہے تھے۔ یہاں پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منجنیق استعمال کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ جیسے ہی یہودیوں نے منجنیقیں آتی دیکھیں انہیں اپنی تباہی کا یقین ہو گیا جس پر انہوں نے صلح کے لئے بات چیت شروع کر دی۔

غزوۂ خیبر میں 93 یہودی مارے گئے جبکہ روایات میں بعض اختلافات کے ساتھ مسلمانوں کے 16، 18 یا 19 لوگ شہید ہوئے۔

صلح کے معاہدے کی شرائط

1۔ قلعہ میں موجود تمام یہودی فوج کی جان بخشی کر دی

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515
15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

جائے گی۔
2۔تمام یہودی عورتیں اور بچے معاف کردئے جائیں گے اور انہیں لونڈی اور غلام نہیں بنایا جائے گا۔
3۔یہودیوں کے تمام اموال جن میں باغات، زمینیں، سونے، چاندی، گھوڑے، دیگر مویشی اور سامان حرب وغیرہ شامل تھا مسلمانوں کے حوالے کردیئے جائیں گے۔
4۔تمام یہودیوں کو خیبر کے علاقے سے جلاوطن کردیا جائے گا۔
5۔چونکہ مسلمانوں کے پاس اتنے غلام نہیں تھے کہ وہ خیبر کی زمین کی دیکھ بھال کرسکیں۔اسی بات کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اس شرط پر یہودیوں کے حوالے کی کہ تمام پیداوار کا آدھا مسلمانوں اور آدھا یہودیوں کو ملے گا۔
6۔معاہدے کی یہ شق مستقل نہیں ہوگی۔جب بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہوگی انہیں خیبر سے جلاوطن کردیں گے۔

عرب کے باقی یہودیوں کے ساتھ معاملہ

1۔**فدک کے یہودی:** فدک کی یہودی آبادی خیبر کے نزدیک واقع تھی۔خیبر کی فتح کے بعد انہوں نے اپنا ایک نمائندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امن کے معاہدے کے لئے بھجوایا۔آپؐ نے ان کی شرائط کو قبول فرمایا جس پر انہیں اپنے علاقے میں اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے کی اجازت مل گئی۔

2۔**وادی القریٰ کے یہودی:** غزوہ خیبر سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی القریٰ کا رخ کیا۔یہاں پر یہودیوں کی ایک مضبوط آبادی تھی جن کے ساتھ کچھ عرب کے لوگ بھی شامل ہوگئے تھے۔جب مسلمان ان کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر تیر برسائے۔مسلمانوں نے یہودیوں کے سامنے صف بندی کی جس پر مبارزت طلبی ہوئی اور ایک یہودی باہر نکلا جسے حضرت زبیرؓ نے قتل کیا۔اس کے بعد ایک اور آدمی نکلا اسے بھی حضرت زبیرؓ نے قتل کردیا۔اس کے بعد ایک اور آدمی نکلا جسے حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر ختم کردیا۔اس طرح رفتہ رفتہ ان کے گیارہ آدمی مارے گئے۔اسی طرح لڑائی جاری رہی اور انہوں نے اگلے روز مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔یہاں پر اسلامی لشکر چار روز رہا۔یہودیوں کا تمام مال واسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔یہاں پر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین اور کھجور کے باغات یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے اور ان کے ساتھ بھی اہل خیبر جیسا ہی معاملہ کیا۔یہاں پر اسلامی لشکر کا قیام چار دن رہا۔

3۔**تیماء کے یہودی:** جب تیماء کے یہودیوں کو خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے یہودی قبائل کے حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی محاذ آرائی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے خود آدمی بھیج کر صلح کی پیشکش کی جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔اور یہ قبیلہ اسی جگہ پر مقیم رہا۔

غزوۂ خیبر کا عسکری نقطۂ نظر سے تجزیہ

1۔**دو فرنٹس پر جنگ کا خطرہ [two-front war threat]:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے geo-political حالات پر گہری نظر رکھی ہوئی تھی۔اور اس پر Base کرتے ہوئے آپؐ نے اپنی operational strategy ترتیب دی۔آپؐ کو علم تھا کہ یہودیوں کے ساتھ ایک نہ ایک دن فیصلہ کن جنگ کرنی پڑے گی۔ان کی خیبر کی جانب migration پر بھی آپ کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔آپؐ اس وقت تک ان کے ساتھ محاذ نہیں کھولنا چاہتے تھے جب تک قریش کے ساتھ معاملہ settle نہ ہوجائے۔صلح حدیبیہ کی وجہ سے آپؐ کو ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔آپؐ اسلام کے دو بڑے دشمنوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔اس معاہدہ کی رُو سے قریش اور یہود مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے تھے۔آپؐ نے geo-military situation کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے اپنی timings اور priorities سیٹ کیں۔ایک دشمن کو معاہدہ کرکے الگ کیا پھر دوسرے دشمن سے جنگ کرکے اسے شکست دی۔پھر اس سے بھی معاہدہ کیا۔

2۔**حالات کا صحیح جائزہ:** عام حالات میں تو اسلامی لشکر کو سیدھا مدینہ سے نکل کر یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کردینا چاہئے تھا لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ appreciate/ comprehend کیا کہ جیسے ہی اسلامی فوج خیبر کے نزدیک پہنچے گی غطفان کا قبیلہ ان کی مدد کے لئے پہنچ جائے گا اور مسلمانوں کے لئے دو دشمنوں سے بیک وقت لڑنا مشکل ہوسکتا تھا۔لیکن اگر قبیلہ غطفان کے base کو خطرہ درپیش ہو تو وہ کبھی یہودیوں کی مدد کے لئے نہیں آئیں گے۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپؐ نے خیبر تک پہنچنے کے لئے ایسے راستے کا انتخاب کیا جو خیبر کے شمال میں رجیع کے مقام پر پہنچاتا تھا کہ جو خیبر اور شام کے درمیان واقع ہے اور جہاں سے قبیلہ غطفان کا راستہ بھی نکلتا تھا۔جیسے ہی غطفان والوں کو مسلمانوں کے رجیع کے مقام پہنچنے کی خبر ملی وہ راستے سے ہی واپس مڑ گئے جس سے نہ صرف یہودی طاقت پر اثر پڑا بلکہ اس کی وجہ سے نفسیاتی اثرات بھی مرتب ہوئے۔اس طرح دشمن کے ایک حصے کو جنگ سے پہلے ہی شکست ہوگئی۔

3۔**غیر فعال دفاعی طرز [passive defensive posture]:** یہودیوں نے شروع سے ہی دفاعی طرز اپنائی ہوئی تھی۔باوجود اس کے کہ ان کے پاس مسلمانوں سے دس گنا زیادہ سپاہ تھی لیکن انہوں نے ایک مرتبہ بھی حملہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔اور یہی ان کی شکست کی وجہ بھی بنی۔

4۔مسلمانوں نے خیبر میں یہودیوں کے قلعوں کو ایک ایک کرکے شکست دی کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت فراست سے ہدف کا چناؤ صحیح طریق پر ان کی technical importance کو مدنظر رکھ کر کیا تھا۔دفاعی طرز اپنانے کے سبب یہ یہودی کی مجبوری بن گئی تھی کہ وہ ان تمام قلعوں کا دفاع کرتے۔اس طرح ان کی فوجی قوت جو مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی تقسیم ہوگئی۔

5۔**اچانک پن [surprise]:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی لشکر کو مدینہ سے خیبر پہنچنے کے لئے ایسے راستے کا انتخاب کیا اور خیبر پر ایسی جگہ پر پہنچے کہ نہ صرف یہودی بلکہ ان کے حلیف بنو غطفان بھی surprise ہوئے کیونکہ حملے کی غیر متوقع سمت بھی کامیابی کا سبب بن جاتی ہے۔

اختتام

خیبر کی فتح کے بعد مدینہ کے شمال کا علاقہ مکمل طور پر مسلمانوں کے زیر اثر آگیا اور ان کی ساکھ پر اس کا بہت مثبت اثر پڑا۔اب تمام بڑے دشمنوں کے ساتھ مسلمانوں کے معاہدے ہوچکے تھے۔اس فتح کے دُور رس نتائج بھی سامنے آئے۔مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔یہود کی مدد حاصل نہ رہنے کے سبب قریش کی قوت میں کمی آئی اور مکّہ کی فتح کا راستہ صاف ہوا۔امن قائم ہونے کے سبب تبلیغ اسلام کا کام بھی بہت تیزی سے آگے بڑھا۔

☆......☆......☆

اُردو کے حق میں ہندوستان کی سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ اور حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد کہ اردو ہندوستان کی بھی زبان ہوگی

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا

ذرائع ابلاغ کے مطابق بھارتی سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بینچ نے 4 ستمبر 2014ء کو ریاست اُتر پردیش کی ایک اردو مخالف لسانی انتہا پسند تنظیم UP Hindi Sahitya Sammelan کی طرف سے دائر کی جانے والی ایک اپیل کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ یوپی میں حکومت کی طرف سے دیا گیا اردو کا سرکاری درجہ برقرار رہے گا۔اپیل میں اتر پردیش کی حکومت کے 1989ء کے اس فیصلہ کو چیلنج کیا گیا تھا جس کے ذریعہ اُردو کو ریاست کی دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا تھا۔یہ تنظیم اردو کو ہندی کے برابر درجہ دیئے جانے کے خلاف ربع صدی سے قانونی جنگ لڑ رہی ہے اور یہ درخواست اس نے الٰہ آباد ہائی کورٹ میں اپیل خارج ہونے کے بعد سپریم کورٹ میں دائر کی تھی جو 1997ء سے زیر بحث تھی۔

فیصلہ دیتے ہوئے معزز جج صاحبان نے یہ دلچسپ حقیقت بیان کی کہ قانون اور زبان دونوں ہی طبعی طور پر نشوونما پاتے ہیں (law and language are both organic in their mode of development) اور ان دونوں کو غیر سیکولر بنا کر کسی قسم کے تعصب کی روایت ڈالنا مناسب نہیں اور یہ بھی کہ لسانی قوانین کو لچکدار رہنا چاہئے۔انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی بہت سی دیگر ریاستوں میں ہندی کے علاوہ دیگر زبانوں کو سرکاری درجہ حاصل ہے تو پھر اتر پردیش میں اردو کو اس حق سے کیوں محروم رکھا جائے۔‘‘

(بحوالہ روزنامہ صحافت دہلی۔مورخہ 5 ستمبر 2014ء نیز Indianexpress.com- آن لائن اشاعت مورخہ 5 ستمبر 2014ء)

بھارتی سپریم کورٹ کا یہ تاریخی فیصلہ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ آزادی کے بعد سے ہندوستان میں اردو زبان کی قدر ومنزلت اور رواج کو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نقصان پہنچنا شروع ہوگیا۔اس کی ایک وجہ ہندی زبان اور رسم الخط کو سرکاری سرپرستی حاصل ہونا اور تمام بنیادی نصابی کتب کی طباعت انگریزی یا ہندی رسم الخط میں ہی ہونا نیز ’’ہندوستانی اردو‘‘ میں سے زیادہ سے زیادہ فارسی اور عربی الفاظ کو نکال کر ان کی جگہ سنسکرت الفاظ شامل کرنا ہے۔اس کے علاوہ بعض انتہا پسند عناصر کی طرف سے پاکستان مخالف یا مسلمان مخالف سوچ رکھنے کے ساتھ اردو دشمنی کو بھی اپنا فرض سمجھنا ایک افسوسناک امر رہا ہے۔ہندوستانی سپریم کورٹ میں دائر کی جانے والی اپیل اسی ذہنیت کی غماز ہے۔کراچی میں منعقد ہونے والی حالیہ انٹرنیشنل اردو کانفرنس میں بھارت سے آئے ایک دانشور نے بھی اسی منفی رویہ کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ نجانے کیوں اردو کا نام سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں پاکستان کا نام آجاتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ نے اپنی خداداد دُور بین فراست سے تقسیم ہند کے معاً بعد ہی مستقبل بعید میں پیدا ہونے والے ان لسانی تعصبات کے امکانات اور آثار کو قبل از وقت بھانپ کر اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

’’اردو یقیناً پاکستان کی ہی نہیں ہندوستان کی زبان بھی بننے والی ہے۔مگر ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہئے اور اس خالص تہذیبی اور علمی سوال کو سیاسی سوال نہیں بنا دینا چاہئے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 11 ایڈیشن 2007 صفحہ 377-376)

آپ کا یہ ارشاد آپ کے اس پیغام کا حصہ تھا جو 26 مارچ 1948ء کو پنجاب یونیورسٹی اردو کانفرنس کے افتتاحیہ اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔اس پیغام میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

’’میرے لئے اُردو کی صحیح خدمت یہی ہے کہ جس طرح وہ طبعی طور پر پہلے بڑھتی تھی اسے طبعی طور پر اب بھی بڑھنے دیا جائے۔میرا یہ خیال ہے،اور مجھے خوشی ہوگی اگر میرا یہ خیال غلط ہو،کہ اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ سے زیادہ داخل کرنے کی کوشش مسلمانوں کی طرف سے پہلے شروع ہوئی ہے اور ہندوؤں میں بعد میں ردّعمل پیدا ہوا ہے۔نسیم لکھنوی تک کی مسلمانی اور ہندوانی اردو ایک نظر آتی ہے۔اسی طرح سرشار کی نثر مسلمانوں کی نثر سے مختلف نہیں۔اگر ہم نے اپنے چار کروڑ مسلمانوں سے تعلق رکھنا ہے جو ہندوستان میں بستے ہیں تو ہمیں پاکستان میں اردو کی رَو کو اسی طبعی رنگ پر چلتے دینا چاہئے جس رنگ پر آج سے سو پچاس سال پہلے وہ چل رہی تھی۔‘‘(ایضاً)

جہاں تک پاکستان میں اردو زبان کو ترویج وترقی دینے کا تعلق ہے،اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا:

’’میرے نزدیک اردو کی یہ بہترین خدمت ہوگی کہ اگر ہم اس کے لئے پاکستان کی زبان بنائے جانے کا مطالبہ کریں۔

پاکستان کی زبان بننے کے بعد صوبوں کی زبان وہ آپ ہی بن جائے گی۔‘‘ (ایضاً)

الحمدللہ کہ حضرت المصلح الموعودؓ کی خواہش اور مطالبہ پر اُردو کو پاکستان کی قومی زبان ہونے کا مقام تو حاصل ہوچکا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے ماہرین لسانیات اور عوام آپ کے اس پیغام میں بیان کئے گئے دیگر نکات کی روشنی میں اُردو زبان کو فطری اور طبعی طور پر مزید نشوونما پانے دیں اور اسے ہر قسم کے تعصب کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھیں کہ وقت اور انصاف کا یہی تقاضا ہے۔

☆......☆......☆

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء

جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

(عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر ،لندن)

آج مجھے اس مجلس میں ’جماعت کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے‘ کے عنوان پر کچھ عرض کرنا ہے۔

نظام خلافت جس سے احمدیت کی ترقی وابستہ ہے وہ بابرکت آسمانی نظام اور حبل اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کی روحانی بقا اور ترقی کیلئے جاری فرمایا تا زمانۂ نبوت کے بعد بھی مومنین کے دلوں میں نبوت کی برکات قائم رہیں اور کبھی مٹنے نہ پائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خلافت کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جوظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ انسان کیلئے دائمی طور پر بقانہیں۔لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

مسیح الزمان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت مسیح موعود کے پانچویں تاجدار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان قیادت میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے اور ہر آنے والا دن عظیم الشان فتوحات کی نوید لئے ہوئے طلوع ہورہا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ ’جماعت احمدیہ کی تمام ترقیات خلافتِ احمدیہ سے ہی وابستہ ہیں۔‘ یہ کوئی لفظی دعویٰ یا کھوکھلا نعرہ نہیں ہے بلکہ خلافتِ احمدیہ کے آغاز سے ہی خلفائے کرام نے اپنے عارفانہ کلام کے پانی سے ہمارے ایمان کے اس درخت کی آبیاری کی ہے اور الٰہی بشارتوں اور وعدوں کا ذکر کرکے اس امر کو ہمارے دلوں میں راسخ کردیا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’تم خوب یادرکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کرسکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔‘‘

چنانچہ خلافت کے جلو میں ترقیات کے نظارے دیکھنے کا یہ سلسلہ پہلے دن سے لیکر آج تک جاری ہے اور ہر ملک و قوم سے سعید روحیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بنتی جارہی ہیں۔

اس وقت دنیا کے 206 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوچکا ہے اور اس کرۂ ارض پر جس طرف نگاہ اٹھائیں، ملک ملک،قریہ قریہ احمدیت کی لہلہاتی کھیتیاں نظر آتی ہیں۔احمدیت کے سرسبز و شاداب باغات اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہر سو پھیلے ہوئے ہیں اور یہ گواہی دے رہے ہیں کہ:۔

اے دیکھنے والو، دیکھو! خلفائے احمدیت کی قیادت میں احمدیت کا برق رفتار قافلہ کس شان سے آگے سے آگے بڑھتا جارہا ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام کنارے احمدیت کی ان لہلہاتی کھیتیوں سے سرسبز و شاداب ہوگئے ہیں۔خواہ وہ کنارہ فجی ہو یا ماریشس ہو۔ناروے ہو یا آئرلینڈ ہو، خواہ چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان ہو یا آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ہو یا جزائر کے ممالک ہوں۔ جدھر بھی رخ کریں خلافت احمدیہ کے فدائی اپنی جانیں اپنے آقا پر نثار کئے بیٹھے ہیں اور ان کیلئے ہر آنے والا دن نئی ترقیات کی نوید لیکر طلوع ہوتا ہے۔

براعظم افریقہ کی طرف رُخ کریں تو ان نورانی چہرے والوں کا آنکھوں دیکھا حال آپ کو بتاتا ہوں۔

2008ء کے جلسہ سالانہ گھانا میں حضورانور نے جلسہ کے دنوں میں جلسہ گاہ میں ہی قیام فرمایا۔وہاں قریباً ایک لاکھ کا مجمع تھا اور افریقہ کے مختلف ممالک سے لوگ جلسہ میں شمولیت کیلئے یہاں پہنچے تھے۔

جب حضورانور نمازوں کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوتے جو کہ قریباً جلسہ گاہ کے اندر ہی ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر تھی تو راستہ کے دونوں طرف مرد اور خواتین اور بچے دیوانہ وار اکٹھے ہوجاتے۔ حضورانور کی گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی ہوتی۔لوگ مسلسل نعرے لگاتے اور خواتین سفید رومال لہرا کر اپنی عقیدت اور فدائیت کا اظہار کرتیں۔اس جوش، جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نعرے لگائے جاتے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے خواہاں ان عشاق کا ایک تلاطم برپا تھا۔ایک جم غفیر تھا۔عشق و محبت کا ایک سمندر امڈ آیا تھا۔ ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ اسے پیارے آقا کے دیدار کا کوئی لمحہ نصیب ہوجائے۔خواتین نے اپنے بچوں کو اوپر اٹھایا ہوا تھا اور اس بات کیلئے تڑپ رہی تھیں کہ حضورانور کی ایک نظر بچوں پر پڑ جائے اور وہ بھی خلیفہ وقت کی برکتوں سے حصہ لینے والے بن جائیں۔حضورانور کی پیار بھری نگاہیں ان سب کے دلوں کی تسکین کا موجب ہورہی تھیں۔

افریقہ کے مختلف ممالک میں ہم نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ مختلف راستوں پر چلتے ہوئے جب حضورانور بچوں کو پیار کرتے اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھتے اور بچوں کو اپنے ساتھ لگاتے تو مائیں ان بچوں کو اُس جگہ سے چومنا شروع کردیتیں جہاں حضورانور کا ہاتھ لگا ہوتا اور فرطِ جذبات سے روتی جاتیں۔

یہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو آج اس روئے زمین پر صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے۔خدا کی قسم اگر ساری دنیا کی حکومتیں بھی مل جائیں اور ان کی دولتیں بھی اس کام کیلئے صرف ہوجائیں تو ان کے نصیب میں ایسی مخلصانہ محبتوں اور ان بیمثال کامیابیوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں آئے گا۔

پھر اس جلسہ کے موقع پر بورکینا فاسو سے تین سو خدام انتہائی خستہ حال سائیکلوں پر 16 سو کلومیٹر سے زائد کا بڑا طویل اور تکلیف دہ اور انتہائی کٹھن سفر طے کرکے گھانا آئے تھے۔ان سائیکل سواروں میں 13 سال کی عمر کے دو بچے بھی شامل تھے۔ان کو اس سفر پر جانے سے روکا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم نے ضرور جانا ہے۔ ہم نے اپنے آقا سے ملنا ہے۔چنانچہ ان کو اجازت دے دی گئی اور ان دونوں بچوں نے بھی 1600 کلومیٹر کا طویل سفر مکمل کیا۔ گھانا پہنچنے پر جب صدر صاحب خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو سے پوچھا گیا کہ خدام نے اتنا لمبا سفر کیوں اختیار کیا تو کہنے لگے ’ہم اپنے خلیفہ کو، اپنے آقا کو بتانا چاہتے تھے کہ بورکینا فاسو کی سرزمین پر آباد آپ کے یہ خدام بھی آپ سے عشق کرتے ہیں اور ہر قربانی کیلئے تیار ہیں۔‘

ایک شام بورکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ سے آنے والے چار ہزار سے زائد احباب کی پیارے آقا سے ملاقات تھی۔ یہ لوگ شرف مصافحہ حاصل کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اپنے چہروں پر اور اپنے سینوں پر پھیرتے اور یہ لوگ روتے جاتے اور کہتے جاتے کہ آج ہمارے سینے برکتوں سے بھر گئے ہیں۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اپنے آقا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ایک صاحب کہنے لگے کہ نور ہی نور ہے۔

بورکینا فاسو سے آنے والے ایک صاحب حضورانور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ پر کپڑا باندھ لیا تاکہ خلیفہ کے وجود سے جو برکت ملی ہے وہ دور نہ ہوجائے۔

گیمبیا کا ایک وفد بس کے ذریعہ پانچ روز تک افریقہ کے اس گرم موسم میں دن رات سات ہزار کلومیٹر کا طویل ترین فاصلہ طے کرکے پہنچا تھا۔اس وفد کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم لوگ منگل کی رات گیارہ بجے جلسہ گاہ پہنچے تو سفر کی سختی اور گرمی سے نڈھال تھے۔ تھکان سے چور تھے۔لیکن اگلے روز جب حضورانور نماز پڑھانے کیلئے جلسہ گاہ تشریف لائے تو حضورانور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ہماری ساری تھکان دور ہوگئی۔سفر کی سختی جاتی رہی اور ساری تکلیفیں بھول گئیں۔ایک صاحب کہنے لگے کہ میں پہلی بار حضور کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں اور میرے لئے ناممکن ہے کہ اپنے دل کی اس کیفیت کو بیان کرسکوں۔ کہنے لگے کہ ’ٹی وی تو وہ نور دکھا ہی نہیں سکتا جو آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔‘

پھر عرب ممالک ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ایک انقلاب برپا ہے۔کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں عربوں کی طرف سے بیعتیں نہ ملتی ہوں۔

جہاں وہ رویاء اور خوابوں کے ذریعہ احمدیت قبول کرتے ہیں وہاں حضورانور کے خطبات، خطابات اور عربی زبان میں خطاب نے ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب برپا کردیا ہے۔

ان لوگوں میں ایک کثیر تعداد خلافت سے وابستہ نشانات دیکھ کر قبولِ احمدیت کی توفیق پارہی ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کردیتا ہوں۔

ملک الجزائر سے تعلق رکھنے والی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے حضورانور سے ملاقات میں اپنی والدہ کی کینسر کی بیماری کیلئے دعا کی درخواست کی جس پر حضورانور نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا‘‘ اور ساتھ ہی حضورانور نے ان کی والدہ کیلئے ایک ’الیس اللہ‘ والی انگوٹھی بھی دی جوان کی والدہ نے پہن لی۔ کچھ عرصہ بعد جب ان کی والدہ چیک اپ کیلئے گئیں تو ڈاکٹرز نے بتایا کہ ان کو اب کسی قسم کے ٹیسٹ یا کیموتھراپی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی صحت اب کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی اور بہتر ہے۔

خلیفۃ المسیح کی دعا کی قبولیت کے اس نشان نے ان کے سارے خاندان کے دلوں کو بدل دیا اور اس نشان کو دیکھ کر 36/افراد پر مشتمل سارا خاندان بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوگیا۔

پھر دنیا کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ رشین speaking ممالک پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشین ممالک میں بھی عظیم الشان انقلابی کام ہوا ہے اور 2009ء میں جب سے یوکے میں رشین ڈیسک کا قیام عمل میں آیا اور حضورانور کے خطابات اور خطبات کے تراجم ایم ٹی اے اور رشین ویب سائٹ پر نشر ہونے شروع ہوئے تو ان ممالک میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا اور رشین speaking ممالک کی جماعتیں ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئیں اور ان کا خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا جو ان کی زندگیوں میں ایک نمایاں انقلاب برپا کرگیا۔اب ان کی طرف سے حضورانور کی خدمت میں اخلاص و وفا پر مشتمل خطوط اس کثرت سے آتے ہیں کہ چند سال پہلے اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب حضورانور کی طرف سے ان کو خطوط کے جوابات موصول ہوتے ہیں تو اس کو چومتے ہیں اور سینے سے لگاتے ہیں اور بعضوں نے تو فریم کرکے رکھے ہوئے ہیں۔

پھر براعظم ایشیا کی سرزمین ہے اور مشرق بعید کے ممالک ہیں، سمندر میں آباد جزائر ہیں۔ جب حضورانور مشرق بعید ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے تو سنگاپور میں انڈونیشیا سے تین چار ہزار کے لگ بھگ احمدی پہنچے جن میں مرد بھی تھے،عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔اسی طرح ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ، پاپوانیوگنی، کمبوڈیا اور برونائی سے بھی لوگ آئے۔ان کا اپنے پیارے آقا سے اخلاص، محبت اور عشق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ حضورانور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی رو پڑتے تھے۔ یہ لوگ اس چہرہ کے بھوکے تھے، ترسے ہوئے تھے۔کوئی لمحہ دیدار کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔بعض فیملیز تو بذریعہ سڑک اور بذریعہ سمندری جہاز 38، 38 گھنٹوں کا طویل سفر طے کرکے آئیں۔محض اس لئے کہ پیارے آقا کے دیدار کے چند لمحات نصیب ہوجائیں۔

پس یہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو اس خطۂ زمین میں بسنے والے عشاق احمدیت کے دلوں پر راج کرتا ہے۔

ایک بڑا عظیم الشان ، انقلابی کام جو الٰہی تائید و نصرت سے خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ہوا اور جماعت احمدیہ ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضورانور بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اور وہاں دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے اسلام کی امن و صلح کی تعلیم ، اسلام کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض بتائی اور آپ کا پیغام پہنچایا۔

کیپٹل ہل امریکہ میں حضورانور نے خطاب فرمایا، لاس اینجلیز امریکہ میں، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، جرمنی کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں، پھر سنگاپور میں ایسی تقریب ہوئی۔آسٹریلیا میں تین مقامات پر ایسی تقریبات ہوئیں۔ نیوزی لینڈ میں تقریبات ہوئیں۔ جاپان میں، کینیڈا میں یہ تقریبات ہوئیں۔ان سب تقریبات میں!

حکومت کے وزراء، سینٹرز، ممبران پارلیمنٹ، ممالک کے ایمبیسیڈرز، فوجی حکام، سیکیورٹی حکام، حکومت کے مختلف اداروں کے سرکردہ حکام، میئرز، کونسلرز، تعلیمی اداروں کے پرنسپلز، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹس اور زندگی کے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔

ان تقریبات میں حضورانور نے ان عالمی لیڈروں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ تم صرف اور صرف اسلام کے امن کے پیغام کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔ ہر جگہ، ہر موقع پر ان سرکردہ احباب نے اس بات کا کھل کر اظہار کیا کہ اگر آج کوئی وجود دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے قریہ قریہ، ملک ملک امن کیلئے کوشاں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ ہی ہے۔

آسٹریلیا میں میلبورن کی ایک تقریب میں چینل 31 کے نمائندہ نے کہا کہ:

'حضورانور کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آج میلبورن میں امن اتر آیا ہے۔'

پھر ملٹی فیتھ نیٹ ورک تنظیم کے ایک ممبر نے کہا کہ

'حضورانور کا خطاب سن کر آج مجھے علم ہوا ہے کہ خلیفۃ المسیح کیوں ایک عالمی امن کے سفیر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ کاش مسلمانوں کے باقی لیڈر بھی ایسے ہی ہوتے تو آج دنیا میں امن ہی امن ہوتا۔'

جاپان میں ایک کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر جو ممبر آف سٹی پارلیمنٹ ہیں کہنے لگے:۔

'آج میری زندگی کے بہترین دنوں میں سے ایک دن ہے کہ میں نے دنیا کے غیر معمولی مقدس انسان کو دیکھا ہے، اِن کا خطاب سنا ہے اور اس یقین پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز پنہاں ہے۔'

آسٹریلیا کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

خلیفۃ المسیح امن کے علمبردار ہیں اور ایک عالمی شخصیت ہیں۔ آج خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔

آج مخالفین اسلام کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہوئے اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دیتے ہیں اور غیر مسلم میڈیا اس میں پیش پیش ہے۔ حضورانور نے دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے خطابات میں اسلام کے حسین چہرہ پر جو دہشت گردی، انتہاء پسندی، شدت پسند مذہب ہونے کا داغ ہے اس کو دھویا اور اسلام کا خوبصورت چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے۔

خواہ پریس کانفرنس ہو، ٹی وی، ریڈیو یا اخبارات کے انٹرویوز ہوں، receptions کی تقریبات ہوں یا سرکردہ افراد کے ساتھ ملاقاتیں ہوں، ہر جگہ حضورانور نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا ہے۔

جاپان کی ایک تقریب میں ایک وکیل نے کہا:

اب تک ہم نے ٹی وی اور اخباروں میں اسلام کے بارہ میں یہی سنا تھا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ اسلام کی انتہائی خوفناک تصویر ہمارے سامنے تھی۔ لیکن آج جب اسلام کے لیڈر خلیفۃ المسیح کی زبان سے اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم سنی تو میرا اسلام کے بارہ میں نظریہ یکسر تبدیل ہوگیا۔

ایک سکول کے پرنسپل نے حضورانور کا خطاب سن کر کہا کہ:

میرے ذہن میں اسلام کا جو پہلے منفی تصور تھا خلیفۃ المسیح کے خطاب نے اسے بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ آج مجھے اس بات کی تسلی ہوئی ہے کہ دنیا کی راہنمائی کرنے والا کوئی انسان تو دنیا میں موجود ہے۔

جاپان کے ایک مشہور وکیل نے ناگویا میں ہونے والی reception کے حوالہ سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

آج ہم نے اسلام کا خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہو سکتی ہے تو وہ جماعتِ احمدیہ کے امام کا ہی ہاتھ ہے۔

پس یہ وہ عظیم الشان ترقیات ہیں اور عظیم الشان فتوحات ہیں، یہ وہ عظیم الشان اور تاریخ ساز انقلابات ہیں جنہوں نے غیروں کے دل بدل دئے اور ان کی زبانیں احمدیت کی ان ترقیات اور انقلابات کی گواہی دے رہی ہیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سایہ تلے جماعت ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ صدرانِ مملکت بھی خلیفۃ المسیح کے پروگراموں میں شامل ہونا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔

2006ء میں جب حضورانور جزائر فجی تشریف لے گئے تو صدر مملکت فجی سے ملاقات کے دوران نائب امیر جماعت فجی نے عرض کیا کہ آج ہوٹل میں reception ہے اور ہم نے آپ کو دعوت دی تھی۔

صدر مملکت کو اس دعوت نامہ کا علم نہیں تھا انہوں نے اپنے سیکرٹری سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آج شام یونیورسٹی میں ایک کانووکیشن (Convocation) کی تقریب ہے اور وہاں آپ نے جانا ہے۔

صدر مملکت نے کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے ملک میں موجود ہوں اور میں حضور کا پروگرام چھوڑ کر کسی دوسرے پروگرام میں چلا جاؤں؟ میں تو خلیفۃ المسیح کے پروگرام میں شامل ہوں گا۔ یونیورسٹی کیلئے کسی اور کو بھجوا دیں۔ چنانچہ موصوف شام کو حضورانور کی آمد سے قبل ہی ہوٹل پہنچے ہوئے تھے اور حضورانور کی آمد کے منتظر تھے۔

جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2008ء میں بینن تشریف لے گئے تو بینن کی حکومت نے اعلان کیا کہ خلیفۃ المسیح ہمارے سٹیٹ گیسٹ (state guest) ہوں گے۔ چنانچہ جب حضورانور نائیجیریا سے بارڈر کراس کر کے بینن میں داخل ہوئے تو جہاں ایک طرف حکومت حضورانور کے استقبال کیلئے اپنے دل بچھائے بیٹھی تھی وہاں بینن کے 30 بادشاہ اپنی رعایا کے ہمراہ اپنے روایتی شان و شوکت کے ساتھ بینن کی سرزمین پر قدم رکھنے والے اس روحانی بادشاہ خلیفۃ المسیح کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے بزبانِ حال یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو ''وہ بادشاہ آیا۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ ''وہ بادشاہ آیا۔'' ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود میں پورا ہوتا دیکھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلسِ شوریٰ میں نمائندگان شوریٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا:

''وہ دن آنے والا ہے جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے۔''

اب خدا کی تقدیر دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کو اس طرف لا رہی ہے۔ کیپیٹل ہِل کے پروگرام میں 30 سے زیادہ کانگریس مین، سینیٹرز اور تھنک ٹینک کے نمائندے اور دیگر سرکردہ حکام موجود تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو کسی بھی ایسے پروگرام میں تین چار منٹ سے زائد نہیں بیٹھتے۔ لیکن ہم نے اس روز اپنے پیارے آقا کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام 'نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ' یعنی 'میری رعب کے ساتھ نصرت کی گئی' بڑی شان سے پورا ہوتا دیکھا۔

جب تقریب شروع ہوئی تو ہال ان لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور تقریباً پونا گھنٹہ یہ تقریب جاری رہی۔ ان لوگوں میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ اپنی commitments اور دیگر پروگرام بھول گئے۔ ان کے سیکرٹریان ان کو اشارے سے یاد کرواتے تو وہ سر جھٹک دیتے کہ نہیں۔ یہ اُسی رعب کا اثر تھا جو ہمارے پیارے آقا کو ایک نشان کے طور پر خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا اور جس نے ہر ایک کو بے بس کر دیا۔

اسی طرح جب 2013ء میں حضورانور لاس اینجلس تشریف لے گئے تو وہاں ہوٹل میں ایک تقریب تھی جس میں بڑی تعداد میں کانگریس مین اور دوسرے سرکردہ حکام شامل ہوئے۔ یہاں ان دنوں میئر کا انتخاب ہونے والا تھا۔

میئر کے اس انتخاب میں حصہ لینے والے ایک امیدوار Eric صاحب نے حضورانور کا چہرہ دیکھا تو کہنے لگے کہ آج لاس اینجلس میں فرشتہ اتر آیا ہے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ ان کے معمر والد نے بھی اپنا سر جھکائے اور اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے اپنے بیٹے کی کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی۔

عام لوگوں کا خیال یہی تھا کہ مخالف امیدوار خاتون جیت جائے گی اور Eric صاحب ہار جائیں گے۔ لیکن جب الیکشن کا رزلٹ آیا تو حضورانور کی دعا کے نتیجہ میں ان کی ہار جیت میں بدل گئی اور Eric صاحب لاس اینجلس کے میئر بن گئے۔ ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ میں خلیفۃ المسیح کی دعا سے ہی جیتا ہوں۔

پس آج دنیا کے بڑے بڑے سرکردہ حکام حضورانور کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواستیں کرتے ہیں اور راہنمائی طلب کرتے ہیں۔

یہ وہ انقلاب ہے جو خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ براعظم امریکہ میں بھی آ رہا ہے، براعظم یورپ میں بھی آ رہا ہے، براعظم افریقہ اور ایشیا میں بھی آ رہا ہے۔ اور جزائر کے رہنے والے بھی احمدیت کی ترقیات کے ان نظاروں کو دیکھتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے قدم جس سرزمین پر بھی پڑتے ہیں وہاں فتوحات کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں اور جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

4 دسمبر 2012ء کا دن بھی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک عظیم الشان انقلاب کی نوید لیکر آیا۔ جب حضورانور کے قدم یورپین پارلیمنٹ میں پڑے اور حضورانور نے وہاں معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ 28 یورپین قوموں کے ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر سرکردہ حکام سامنے بیٹھے تھے۔ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا؛

''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کر لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔''

پس آج یورپ کی 28 قومیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے بیک وقت سیراب ہوئیں اور سچائی کا سورج ایک اور نئی شان کے ساتھ مغرب میں طلوع ہوا۔

اس تقریب میں شمولیت کیلئے آنے والے ایک بشپ ڈاکٹر Amen Howard نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن اس کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ میں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا لیکن حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطہ نظر کو کلیتاً تبدیل کر دیا ہے۔''

سامعینِ کرام! خلافت کے موجودہ دور میں اشاعتِ اسلام کے کام میں اتنے بڑے پیمانہ پر وسعت ہوئی ہے جس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے حضورانور کے انٹرویوز لئے اور ان ممالک کے لوکل، نیشنل و انٹرنیشنل ٹی وی اور ریڈیو چینلز اور نیشنل اخبارات اور علاقائی اخبارات میں اس قدر وسیع پیمانہ پر حضورانور کے اسلام کے امن و سلامتی کے پیغام کی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے پیغام اور جماعت احمدیہ کے تعارف کی coverage ہوئی کہ صرف ایک سال میں اتنی زیادہ کوریج کی مثال جماعت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ صرف امریکہ کینیڈا کے دورہ میں ہی دو کروڑ سے زائد لوگوں تک حضورانور کی زبان سے پیغام پہنچا ہے۔ پھر مشرقِ بعید کے ممالک کے دورہ میں تو تین کروڑ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ یہ ٹی وی اور اخبارات بات سننے کیلئے تیار نہ ہوتے تھے۔ لیکن آج اس روئے زمین پر خلافت احمدیہ کے ذریعہ یہ انقلاب برپا ہوا ہے کہ بڑے بڑے ممالک کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے جرنلسٹس اور ان کی ٹیمیں جماعت کے پیچھے بھاگتی ہیں کہ ہمیں وقت دیا جائے۔ ہم نے خلیفۃ المسیح کا انٹرویو کرنا ہے اور پھر اپنی ٹیموں کے ہمراہ ساز و سامان کے ساتھ جماعتی سنٹرز میں آ کر حضورانور کا انتظار کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے انہیں کھینچ کر خلافت کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔

سامعینِ کرام! خلیفہ وقت کا مبارک وجود ایسا وجود ہے کہ اس سے ہر کوئی فیض پاتا ہے۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے سبھی برکات حاصل کرتے ہیں۔ جہاں اپنوں کی زندگی کیلئے بقاء کی ضمانت ہے وہاں غیروں کیلئے بھی بقاء کی ضمانت ہے۔ وقت کی رعایت سے اس کی بھی ایک مثال پیش کر دیتا ہوں۔

4 مئی 2006ء، جمعرات کا دن تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فار ایسٹ ممالک کے دورہ کے دوران 'ناندی' فجی میں تھے۔ رات قریباً اڑھائی تین بجے کا وقت تھا کہ ربوہ، لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہوگئے کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آ رہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی طوفان فجی کے ساتھ والے جزائر Tonga میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے جس نے لکھوکھہا لوگوں کو غرق کر دیا تھا اور دنیا کے کئی ممالک میں تباہی مچائی تھی۔

جب ٹی وی آن کیا تو یہ خبریں آ رہی تھیں کہ یہ سونامی مسلسل اپنی شدت اور طاقت میں بڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت 'ناندی' فجی کا سارا علاقہ غرق ہو جائے گا اور ارد گرد کے جزائر بھی غرق ہو جائیں گے۔ آسٹریلیا کا ایک حصہ بھی غرق ہوگا اور یہ نیوزی لینڈ کے بھی ایک بڑے حصہ کو غرق کر دے گا۔

صبح ساڑھے چار بجے جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز فجر کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے تو حضورانور کی خدمت میں اس طوفان کے بارہ میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کیلئے فون پر موصول ہو رہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔

حضورانور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کئے اور خدا کے حضور مناجات کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مسیح

کے خلیفہ نے احبابِ جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’ فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ کچھ نہیں ہوگا۔‘‘

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل واپس تشریف لے آئے۔ واپس آکر جب ہم نے ٹی وی آن کیا تو ٹی وی پر یہ خبریں آنا شروع ہوگئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی شدت ختم ہو رہی ہے۔ پھر قریباً دواڑھائی گھنٹے بعد یہ خبریں آگئیں کہ اس سونامی کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔

پس اس روز دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ سونامی جس نے اگلے چند گھنٹوں میں لکھوکھہا لوگوں کو غرق کرتے ہوئے اس سارے علاقہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا خلیفۂ وقت کی دعا سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔ اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزہ سے کم نہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ معجزہ خلیفہ وقت کی دعا سے رونما ہوا۔ پس آج جہاں جماعت کی ترقیات خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہیں وہاں دنیا کی بقاء بھی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ کردی گئی ہے۔

جماعت کی ان عظیم الشان ترقیات کو دیکھ کر مخالفین احمدیت اپنے بدارادوں اور ناپاک منصوبوں میں انتہاء تک پہنچے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ عملی طور پر ظلم وستم کی انتہاء کرتے ہیں وہاں انہوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ بھی مخالفانہ مہم کا ایک جال بچھایا ہوا ہے۔

شاید ان مخالفین کو معلوم نہیں کہ خلافتِ احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے حصار میں ہے۔ کون مخالف ہے جو اس کے قریب بھی پھٹک سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر ان مخالفین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

’’جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں ہی اس طرح چور چور ہوجائیں گی کہ ان کے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔‘‘

پس اے مخالفین احمدیت! تم جس قدر زور لگا سکتے ہو لگالو تمہارے مقدر میں ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔

آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں:۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔‘‘

آج جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی صداقت پر گواہ بن چکا ہے۔

خدا کی قسم آج مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کی تائید میں ایک اور زبان کو بولتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔ آج خلیفۃ المسیح کے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ کو چلتے ہوئے ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں نے بزبان حال یہ گواہی دی ہے کہ اس مبارک وجود کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور یہ خدا سے تائید یافتہ وجود ہے۔

پس آج ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہر روز اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم قیادت میں جماعت کی ترقی اور فتوحات کے نظارے روز دیکھ رہے ہیں۔

پس اُٹھیں اور اپنی ہر مادی و روحانی ترقی کے لئے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں۔ خود کو خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں ایسے دے دیں جیسے غسّال کے ہاتھ میں میت ہوتی ہے۔ اسی میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: امن سمپوزیم......از صفحہ نمبر 2

حضورِانور نے فرمایا کہ اسلام کی طرف سے ایک انسان کو دیے جانے والے بنیادی حقوق میں سے ایک ’آزادیٔ ضمیر‘ کا حق ہے۔ مسلمانوں کو صرف پُرامن طریق پر ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت ہے۔ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں کسی دوسرے کو زبردستی اسلام یا کسی بھی مذہب میں شامل کرنے کی اجازت نہیں۔ ہر فردِ واحد کو اجازت ہے کہ جو چاہے سو ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کردے۔ جب بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ کا کام اسلام کے پیغام کو پہنچا دینا ہے تو اسلام کے نام پر کوئی اور کیسے اس حکم سے تجاوز کرسکتا ہے؟ اگر آج کے دور میں کوئی مسلمان لیڈر اپنے آپ کو اس حکم سے بالا سمجھتا ہے تو یہ درست نہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ طاقت، اتھارٹی یا اختیار ہو؟

حضورِانور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کے آخر پر یہ نہایت اہم سوال اٹھایا کہ یہ دہشتگرد تنظیمیں اپنے بہیمانہ عزائم کو پورا کرنے کے لیے کہاں سے فنڈز مہیا کرتی ہیں؟ حضورِانور نے دنیا سے اپیل کی کہ ہمیں مل کر قیامِ امن کے لیے کوشش کرنی چاہیے جس کا حصول ہر سطح پر عدل وانصاف کے قیام کے بغیر ناممکن ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ میں ان لوگوں سے جوان شدّت پسند تنظیموں کی افسوسناک کارروائیوں کو بنیاد بنا کر فوری طور پر اسلام کو ایک شدّت پسند مذہب قرار دے دیتے ہیں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ شدّت پسند تنظیمیں جنہیں اپنے عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بے انتہا وسائل اور جدید اسلحہ کی ضرورت پڑتی ہے آخر کہاں سے فنڈز اکٹھے کررہی ہیں؟ کس ذریعہ سے انہیں جدید اسلحہ پہنچ رہا ہے؟ کیا ان کے پاس اسلحہ کے کارخانے ہیں؟ لازمی بات ہے کہ ان تنظیموں کو بعض طاقتیں سپورٹ کر رہی ہیں۔ یہ سپورٹ کسی تیل کے ذخائر رکھنے والے ملک کی طرف سے براہِ راست بھی ہو سکتی ہے یا خاموشی سے کوئی اور طاقت بھی اس سپورٹ کے پیچھے کارفرما ہوسکتی ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اگر اس تنظیم کو ان متشدد کارروائیوں سے روکنا ہے تو اس کی فنڈنگ کو روکنا ہوگا کیونکہ ایک دنیا جانتی ہے کہ یہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بے دریغ روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ یورپ کے لوگ بھی اب محسوس کرنے لگے ہیں کہ یہ تنظیم انہیں بھی براہِ راست متأثر کر رہی ہے۔ یاد رکھیں! یہ جنگ پوری دنیا کی جنگ ہے۔

حضور انور اپنے خطاب کے اختتام پر فرمایا کہ سب سے ضروری بات جس کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ دنیا کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے خالق کو بھلا بیٹھی ہے۔ دنیا میں دوبارہ امن وسلامتی پیدا کرنے کے لیے انسان کو اپنے خالق کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ یہ ایک واحد ذریعہ ہے کہ جس کے ذریعے دنیا میں پائیدار امن کا قیام ہوسکتا ہے۔ میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ دنیا کو ایک تیسری عالمی جنگ سے خبردار کرچکا ہوں۔ شاید دنیا کو اس جنگ کے بعد اندازہ ہوگا کہ بعض لوگوں کی طرف سے وضع کی جانے والی غیر منصفانہ پالیسیوں کی وجہ سے دنیا کو کس قدر نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور میری یہ دعا ہے کہ دنیا اس بڑی تباہی سے پہلے ہوش میں آجائے اور اس تباہی سے بچ جائے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس جلیل القدر خطاب کی تفصیلی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ شماروں میں پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس روح پرور خطاب سے قبل اس تقریب سے چیدہ چیدہ مہمانوں نے خطاب کیا جن میں امیر جماعت احمدیہ برطانیہ محترم رفیق احمد حیات صاحب، Siobhain Mc Donagh (ممبر آف پارلیمنٹ، صدر آل پارلیمنٹری گروپ فاردی احمدیہ مسلم گروپ)، لارڈ طارق احمد آف ویمبلڈن (منسٹر فار کمیونٹیز)، Rt Hon. Ed. Davey (ممبر پارلیمنٹ، سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انرجی اینڈ کلائمنٹ چینج)، Rt. Hon. Justine Greening، (ممبر آف پارلیمنٹ، سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ)، Most Reverend Kevind McDonald (آرچ بشپ ایمیریٹس آف ساؤتھ وارک) اور امسال ’احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس‘ پانے والے Magnus MacFarlane-Barrow شامل تھے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس تقریب میں تشریف لانے سے پہلے اور بعد متعدد معززین کو شرفِ ملاقات بخشا۔ نیز اس تقریب کے بعد ایشین اور مغربی میڈیا کے نمائندگان سے الگ الگ پریس کانفرنس میں ان کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔

(اس کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شائع کی جائے گی۔)

☆......☆......☆

بینن میں لجنہ اماء اللہ کے نیشنل اجتماع کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

رپورٹ: مریم احمد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ بینن کو مورخہ 26 تا 28 ستمبر 2014 مسجد مہدی Porto Novo میں نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جمعۃ المبارک 26 ستمبر کو شام چار بجے اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد Cotonou مجلس کی ناصرات نے قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ صدر صاحبہ لجنہ بینن مکرمہ مادام صوبیدت صاحبہ کے ساتھ مل کر سب لجنہ نے کھڑے ہوکر اپنا عہد دہرایا۔ اس کے بعد نیشنل سیکرٹری جنرل لجنہ مکرمہ مادام مارکوس عصمت صاحبہ نے افتتاحی خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرمہ داؤدا ریحانہ صاحبہ نے عائلی زندگی کے متعلق تقریر کی۔ اس کے بعد علمی مقابلہ جات ہوئے۔ بعد میں نماز مغرب اور عشاء ادا کی گئی اور کھانا پیش کیا گیا۔

27 ستمبر کو دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد لوکل مشنری صاحب نے مال اور وقت کی قربانی کے متعلق درس دیا۔ ناشتہ کے بعد آج کے دن کے پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد مختلف علمی مقابلے ہوئے۔ نماز ظہر وعصر کے بعد کھانا پیش کیا گیا اس کے بعد مختلف ورزشی مقابلوں کا انعقاد ہوا۔ نماز مغرب اور عشاء اور کھانے کے بعد علمی مقابلے ہوئے۔

تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد میاں قمر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے تقویٰ کے متعلق درس دیا کہ ہمیشہ وہی انسان کامیاب ہوتا ہے جو خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر چلتا ہے۔ ناشتہ کے بعد ناصرات کا تقریری مقابلہ ہوا جس کے موضوعات ’’پردہ‘‘ اور ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ تھے۔ اس اجتماع کا اختتامی خطاب امیر جماعت احمدیہ بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے کیا جس میں آپ نے مختلف واقعات کی روشنی میں تربیت اولاد پر زور دیا اور بتایا کہ کیسے عورت اولاد کی بہترین تربیت کر کے اپنے گھر اور معاشرہ کو پرسکون بنا سکتی ہے۔ اس کے بعد تقریب تقسیم انعامات ہوئی جس میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بینن نے انعامات تقسیم کیے۔ اجتماع میں تلاوت، نظم، حفظ قرآن، حسن قرات، حفظ قصیدہ، تقریر، حفظ احادیث اور حفظ اسمائے حسنیٰ کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس اجتماع میں سب سے زیادہ حاضری Bohicon ریجن کی تھی جن کو خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ اسی طرح ہر ریجن کے شاملین کی پہچان کے لئے مخصوص رنگ کا سکارف اوڑھنا ضروری تھا اس کی پابندی کا بھی لجنہ نے خاص خیال رکھا۔ اس اجتماع کی کل حاضری پانچ سو سے زائد تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام لجنہ کو اپنی ذمہ داری کو سمجھنے اور اسے احسن رنگ میں انجام دینے اور جو کچھ انہوں نے اس اجتماع سے سیکھا ہے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر144)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جولائی، اگست 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چند واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

احمدیہ مساجد پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھنے والے دہشتگرد گرفتار

باوثوق ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کارروائی کر کے شیخوپورہ کے قریب واقع ایک گاؤں سے دو دہشتگردوں کو زیرِ حراست لے لیا ہے۔ ان کے پاس سے بڑی مقدار میں دھماکہ خیز مواد، آتشیں اسلحہ اور خودکش جیکٹس برآمد ہوئیں۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ دہشتگرد لاہور میں موجود احمدیہ مساجد اور نماز سنٹرز کو دہشگردی کا نشانہ بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس رپورٹ کے پیشِ نظر جماعتِ احمدیہ کو نہ صرف لاہور بلکہ پورے پاکستان میں اپنی مساجد اور نماز سنٹرز کی سیکیورٹی سے متعلق کئی تحفظات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کسی بڑے نقصان سے بچالیا۔

شعبۂ طِب سے تعلق رکھنے والے ایک نافع الناس احمدی کی شہادت

ربوہ؛23/ستمبر 2014ء: مورخہ 22/ستمبر 2014ء کو ایک احمدی میڈیکل پریکٹیشنر مبشر احمد کھوسہ کو میرپور خاص میں ان کے کلینک میں گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

مبشر احمد شہید (میرپور خاص سندھ)

جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر سے جاری کی جانے والی پریس ریلیز کے مطابق گذشتہ روز22 ستمبر بروز پیر میرپور خاص سندھ میں ایک معروف احمدی میڈیکل پریکٹیشنر مبشر احمد کھوسہ کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق مبشر احمد کھوسہ صاحب میڈیکل پریکٹیشنر اپنے کلینک میں مریضوں کا علاج معالجہ کر رہے تھے کہ دو نامعلوم افراد ان کے کلینک میں داخل ہوئے اور انہوں نے مبشر احمد صاحب پر فائرنگ کر دی اور موٹر سائیکل پر فرار ہوگئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں مبشر احمد کھوسہ شدید زخمی ہوگئے۔ انہیں ہسپتال منتقل کیا جارہا تھا کہ راستے میں ہی ان کی وفات ہوگئی۔ مرحوم کی عمر 50 سال تھی۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں......

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان نے کہا ہے کہ ستمبر کے مہینے میں ختم نبوت کے مقدس نام پر ملک کے طول وعرض میں منعقد کئے جانے والے اجتماعات کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ ان اجتماعات میں احمدیوں کے واجب القتل ہونے کے فتوے دئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مخالفین کثیر تعداد میں ایسا نفرت انگیز لٹریچر شائع کر کے عوام میں تقسیم کر رہے ہیں جس میں احمدیوں کے بائیکاٹ سے لے کر قتل کرنے تک کی ترغیب دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں متعلقہ حکومتی اداروں کی مسلسل خاموشی معنی خیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرپور خاص سندھ میں ہی ستمبر 2008ء میں معروف احمدی ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی بھی ٹارگٹ کلنگ کی گئی تھی اور ان کے قاتلوں کو سزا تو درکنار گرفتار تک نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا اصل سہارا خدا کی ذات ہے وہی ان ظالموں سے انصاف کرے گا۔

سانحہ گوجرانوالہ: اَپ ڈیٹ

گوجرانوالہ؛ ستمبر 2014ء: ہمارے قارئین کو یہ معلوم ہو گا کہ 28/جولائی 2014ء کے روز ملّاں کی اشتعال انگیزی کے باعث گوجرانوالہ میں ایک مشتعل ہجوم نے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹا اور پھر اندر موجود معصوم احمدی بچوں اور خواتین کو محصور کر کے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ اس واقعہ میں جہاں بہت سا مالی نقصان ہوا وہاں ایک خاتون اور ان کی دو پوتیاں راہِ مولیٰ میں شہادت کا رتبہ پا گئیں جبکہ ایک احمدی خاتون جو امید سے تھیں اپنے بچے سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اس واقعہ کے بعد وہاں پر رہنے والے تمام احمدیوں کو اپنی جان بچانے کے لیے ہجرت کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے بعد کی صورتحال یہاں درج کی جاتی ہے۔

پولیس نے ایک احمدی نوجوان کے خلاف کیس درج کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ اس پر خانہ کعبہ کی تصویر کی بے حرمتی کا جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔

اس رپورٹ کے تیار ہونے تک اس علاقہ میں بسنے والے احمدی اپنے گھروں کو واپس لوٹ کر نہیں جا سکے تھے جبکہ مذہبی رواداری اور امن و آشتی کے علمبردار مذہبِ اسلام کے 'ٹھیکیداروں' نے انتظامیہ پر دباؤ ڈال رکھا ہے کہ وہ احمدیوں کو ان کے گھروں میں واپس نہ لوٹنے دے۔ اس سلسلہ میں ملّاؤں کے ایک وفد نے جس میں لاہور سے آنے والے ملّاں بھی شامل تھے سٹی پولیس آفیسر سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے کچھ عرصہ بعد یہاں کے مقامی شر پسند ملّاؤں نے ایک مرتبہ پھر اینٹی احمدیہ کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں انہوں نے حسبِ معمول جھوٹ اور ملمّع سازی سے کام لیتے ہوئے پبلک کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارا۔ اور تو اور اس ظلم اور بربریت کی کارروائی کے روحِ رواں صدام حسین نامی شخص کو پھولوں کا ہار بھی پہنایا گیا۔ انہوں نے اس کانفرنس میں یہ اعلان بھی کیا کہ وہ احمدیوں کو ان کے گھروں میں واپس لوٹنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

بعد ازاں ملّاں نے یکم ستمبر کو بھی احمدیوں کے گھروں کے نزدیک سٹریٹ نمبر3، رشید کالونی میں 'امن سیمینار' کے نام پر ایک کانفرنس کی۔ لیکن کوئلے کا بیوپاری صندل تو نہیں بیچتا، اس کانفرنس میں بھی قریباً تمام ہی مقرّرین نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف جھوٹ اور غیر حقیقی واقعات کو بنیاد بناتے ہوئے زہر اگلا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس واقعہ کے بعد قائم کیے جانے والے مقدمہ پر ہونے والی پیشرفت سے وہ لوگ مطمئن ہیں کیونکہ پولیس اور انتظامیہ ان کے ساتھ پورا تعاون کر رہی ہے۔

مشترکہ قبرستان میں احمدی کی تدفین کی اجازت نہ دی گئی

کرتارپور، ضلع فیصل آباد۔28/اگست 2014ء: گنگاپور جماعت کے صدر ارشاد احمد ابن غلام احمد مورخہ 28/اگست 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

کرتارپور میں رہنے والے ارشاد احمد کے غیر احمدی اعزّہ نے ان کے گھر والوں کو کرتارپور میں موجود مشترکہ قبرستان میں تدفین کرنے کی تجویز پیش کی جسے ان کے گھر والوں نے قبول کر لیا۔ اس پر بعض احمدی نوجوان اس قبرستان میں ارشاد احمد کی آخری آرامگاہ کی تیاری کرنے لگے۔ کچھ فتنہ پرور لوگوں نے مشترکہ قبرستان میں ایک احمدی کی تدفین کی خبر سنی تو انہوں نے اس بات پر سخت احتجاج کیا اور دھمکیاں دینے پر اتر آئے کہ ہم یہاں کسی 'قادیانی' کی تدفین نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے دو مساجد کے لاؤڈ اسپیکرز سے اعلان کرتے ہوئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا جنہوں نے ایک جلوس کی شکل اختیار کر لی۔ اس پر پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی۔

اس تمام کارروائی کے بعد ارشاد احمد کے احمدی اعزّہ نے فیصلہ کیا کہ انہیں گنگاپور میں ہی سپردِ خاک کر دیا جائے۔

ضمانت مسترد

فیروز والہ؛ ضلع شیخوپورہ: اسی سال مئی میں ہونے والے ایک واقعہ میں جیسا کہ گذشتہ رپورٹس میں ذکر آچکا ہے ایک بد بخت ملّاں کی سرکردگی میں گاؤں کے بعض لوگوں نے چار احمدیوں کے خلاف توہینِ رسالت کا جھوٹا مقدمہ درج کروایا تھا۔ ان میں سے ایک احمدی خلیل احمد کو پولیس نے زیرِ حراست لے لیے تھا اور پولیس کی حراست میں ہی انہیں ایک شقی القلب شخص نے جو ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا گولیاں مار کر شہید کر دیا تھا۔

عدالتِ عالیہ نے بقیہ تین احمدیوں کی ضمانت لے لی تھی۔ لیکن مورخہ 18/جولائی کو عدالت نے ان کی ضمانت منسوخ کر دی تھی جس پر انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ حال ہی میں ہونے والی ایک پیشی میں عدالت میں ان کی ضمانت کی درخواست پیش کی گئی جسے جج نے مسترد کر دیا۔

اس وقت مبشر احمد، غلام احمد اور احسان احمد اسیر راہِ مولیٰ ہیں۔ ایک احمدی کے لیے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسیر ہونا ایک اعزاز کی بات ہے کیونکہ اس بات میں قطعاً کوئی کلام نہیں کہ ایک احمدی مسلمان حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی گستاخی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی مقدمہ کسی بھی احمدی پر کہیں بھی قائم کیا جاتا ہے وہ سراسر جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیق کرنے پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر معاملات کے پسِ پردہ 'دیگر' عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔

قانونی کارروائی کے 'نتائج'

سبزہ زار، لاہور: یہاں پر رہنے والے ایک احمدی عدنان منیر ابن منیر احمد کو گذشتہ سال جون میں اغوا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ انہوں نے اغواکاروں کے خلاف ایف آئی آر درج کروادی تھی۔ ان دَس ملزمان میں سے چار کو پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ عدنان منیر کو اسی وقت سے دھمکی آمیز پیغامات موصول ہونا شروع ہوگئے تھے۔ امسال 18/اگست کو ان کے بیٹے اور بیٹی پر اغواکاروں کی طرف سے حملہ کیا گیا جس میں ان کی جان بال بال بچی۔ حملہ آور عدنان منیر کی صاحبزادی کی سونے کی چین چھینی جس پر وہاں پر لوگ اکٹھے ہونا شروع ہوگئے اور حملہ آوروں کو فرار ہونا پڑا۔

ان کے پورے خاندان کو کافی خطرات کا سامنا ہے اور ذہنی طور پر بھی ان کو سکون میسّر نہیں۔ جب بھی پیشی کے لیے انہیں عدالت جانا پڑتا ہے تو انہیں ظاہری طور پر بھی سخت حفاظتی سامان کرنے پڑتے ہیں۔ مزید برآں انہیں خاصا کاروباری نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

احمدی استاد بدستور تکلیف میں

چک چٹھہ، ضلع حافظ آباد؛ ستمبر 2014ء: یہاں کے ایک سکول میں پڑھانے والے ایک احمدی استاد حبیب الرحمٰن سے ناروا سلوک کے بارہ میں ہماری گزشتہ رپورٹس میں ذکر آچکا ہے۔ ان کے سکول میں پڑھانے والا ایک اور استاد جسے 'قاری' کہا جاتا ہے نہ صرف یہ کہ خود ان کی مخالفت کرتا ہے بلکہ سکول کی انتظامیہ اور طلباء کو بھی ان کے خلاف مختلف کاموں پر اکساتا رہتا ہے۔ چنانچہ حبیب الرحمٰن کے بھتیجے صبیح احمد کو سکول کے بعض غیر احمدی بچوں نے قاری کے کہنے پر زدوکوب کیا تھا اور پھر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی جانب سے اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے ایک کمیشن بھی بنایا گیا تھا۔ اس کمیشن کے سامنے گاؤں کے کچھ لوگوں نے جن میں ان کے ساتھی اساتذہ بھی شامل تھے ایک درخواست پیش کی کہ وہ لوگ حبیب الرحمٰن کے احمدی ہونے کی وجہ سے ان سے نفرت کرتے ہیں اور یہ کہ انہیں وہاں سے ٹرانسفر کر دیا جائے وغیرہ۔

اس درخواست پر حبیب الرحمٰن کا تبادلہ گورنمنٹ پرائمری سکول کھرلانوالہ کر دیا گیا جہاں پر بھی مخالفوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ سکول میں پہلے ہی دن سے انہیں مخالفانہ کارروائیوں اور دھمکیوں کا سامنا ہے۔ فیضان نامی ایک شخص نے ان کے سلام کا جواب دینے کی بجائے انہیں کہا کہ اگر ان کی جگہ کوئی عیسائی ہوتا تو وہ اسے گلے لگا لیتا لیکن وہ ایک 'مرزائی' کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ اس نے دھمکی آمیز لہجے میں انہیں کہا کہ سارا گاؤں جانتا ہے کہ وہ احمدی ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہ یہاں سے بھی جلد اپنی ٹرانسفر کہیں اور کروالیں۔ ورنہ ان کے لیے اچھا نہ ہوگا۔

(باقی آئندہ)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔ تو ہی ہے جو ان شریروں اور فساد پیدا کرنے والوں اور ظلم کرنے والوں کی طاقت توڑنے والا ہے۔ پس ان کا خاتمہ کر اور ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و جرائد سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

یوم الفرقان اور اس کے شہداء

ماہنامہ ’’خالد‘‘ ربوہ فروری 2010ء میں مکرم محمد لقمان صاحب کے قلم سے غزوۂ بدر کے تین شہداء کا مختصر تعارف شائع ہوا ہے۔

سن 2 ہجری میں جب ایک ہزار مسلح لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم 313 نہتے، غریب اور کمزور لوگ لے کر میدان بدر میں آئے تو اپنے خدا کے حضور گریہ کناں ہوئے کہ: ’’اے اللہ! اگر تُو نے آج ان تھوڑے سے مسلمانوں کو ہلاک کر ڈالا تو پھر رُوئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا‘‘۔

پھر دعا کی: ’’اے اللہ! ان (دشمنوں) کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے۔‘‘

پھر آپؐ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد کے وعدہ کی نوید اپنے صحابہؓ کو یوں دی کہ: ’’تمہیں خدا کی طرف سے خوشخبری ہے کہ اللہ نے مجھ سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم! مجھے وہ جگہیں دکھائی دے رہی ہیں جہاں مشرکین کی لاشیں پڑی ہوں گی‘‘۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے اپنی اس عاجزانہ دعا کے نتیجہ میں خدا سے خبر پا کر میدان جنگ میں بعض جگہوں پر نشان لگائے کہ اس جگہ فلاں سردار کی لاش ہوگی اور اس جگہ فلاں سردار کی لاش ہوگی۔

حق و باطل کے اس معرکے میں کفار کا غرور و تکبر خاک میں مل گیا اور 70 کفار میدان جنگ میں مارے گئے اور 70 ر افراد قیدی بنا لیے گئے۔ قرآن کریم میں بدر کے دن کو ’’یوم الفرقان‘‘ قرار دیا گیا ہے اور اس معرکہ میں شریک تمام صحابہؓ کے عظیم درجات بیان فرمائے ہیں۔ جن صحابہؓ کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اُن میں درج ذیل تین خوش نصیب بھی شامل تھے۔

حضرت عبیدہؓ بن الحارث بن عبدالمطلب

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے اور حضورؐ سے قریباً دس سال بڑے تھے۔ والدہ کا نام سخیلہ تھا۔ کنیت ابو الحارث یا ابومعاویہ تھی۔ آپ متوسط اندام، گندم گوں اور خوبصورت تھے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں پناہ گزین ہونے سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور عبدالرحمٰنؓ بن سلمہ العجلائی کے مہمان بنے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت عمیرؓ بن الحمام کے درمیان مؤاخات کروائی۔ دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث: ہجرت کے آٹھویں ماہ آغاز شوال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہؓ بن الحارث کو 60 مہاجرین کے ساتھ جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر ’احیاء‘ نامی مقام کی طرف بھجوایا اور آپ کو سفید جھنڈا عطا فرمایا جسے مسطحؓ بن اثاثہ بن عبدالمطلب نے اٹھایا۔ تاریخ اسلام میں آپ دوسرے جرنیل تھے جنہیں لوائے ابیض عطا ہوا۔ آپ سے قبل ہجرت کے ساتویں ماہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کو ایک مہم پر مامور فرمایا اور انہیں یہ سفید جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

حضرت عبیدہؓ اس مہم میں ’’رابغ‘‘ کے قریب پہنچے تو ابوسفیان کی سرکردگی میں دوسو مشرکین کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوئی لیکن چند تیروں کے تبادلہ کے سوا خونریز لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

بدر کا معرکہ: بدر کا معرکہ شروع ہوا تو عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لے کر میدان کارزار میں اترا اور مسلمانوں کو للکارا کہ ہم سے کوئی مقابلہ کرنے والا ہو تو نکل کر سامنے آئے۔ اس پر تین انصار جو آپس میں بھائی تھے میدان میں نکلے۔ انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں تو انہوں نے جواب دیا: ’ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں…… ہم اپنی قوم کے لوگوں سے مقابلہ کریں گے‘۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری نوجوانوں کو واپس آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ واپس آ گئے۔ اس وقت مشرکوں کی طرف سے کسی نے پکار کر کہا: ’’اے محمد! ہمارے سامنے ہماری برادری اور قوم کے لوگوں میں سے کسی کو بھیجو‘‘۔

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے بنی ہاشم! اٹھو اور اپنے اس اعزاز کی بنیاد پر مقابلہ کرو جس کے تحت تم میں نبی کا ظہور ہوا ہے کیونکہ یہ لوگ اسے جھٹلانے اور اللہ کے نور کو بجھانے کے لیے آئے ہیں۔ عبیدہ بن حرث اٹھو، حمزہ اٹھو، علی اٹھو‘‘۔

حضرت حمزہؓ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت علیؓ کا مقابلہ ولید سے ہوا اور حضرت عبیدہؓ عتبہ سے برسرِ پیکار ہوئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے اپنے مقابلین کو پہلے ہی وار میں ڈھیر کر ڈالا البتہ حضرت عبیدہؓ اور عتبہ کے درمیان تلواروں کے وار ہونے لگے۔ حضرت عبیدہؓ کی پنڈلی میں زخم آیا۔ پنڈلی کی ہڈی سے خون کی دھار نکل رہی تھی۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگایا اور پھر آ کر عتبہ کا کام تمام کیا اور زخمی عبیدہؓ کو اٹھا کر اپنے لشکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لٹا دیا۔ آنحضورؐ نے ان کے لیے اپنا گھٹنا پھیلایا اور حضرت عبیدہؓ نے اپنا رخسار آپؐ کے قدم مبارک پر رکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں شہید نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ’’مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو‘‘۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوطالب مجھے دیکھتے تو انہیں یقین ہو جاتا کہ میں اُن سے زیادہ اُن کے اِس قول کا مستحق ہوں کہ

و نسلمهٗ حتی لضرع حوله
ونذهل عن ابناء نا والحلائل

ہم (محمد ﷺ) کی حفاظت کریں گے یہاں تک کہ ان کے اردگرد مارے جائیں گے اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں گے۔

اختتامِ جنگ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر سے واپس آئے لیکن زخم ایسے کاری تھے کہ جانبر نہ ہو سکے اور قریباً 63 برس کی عمر میں شہادت پائی اور مقام صفراء میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک میں آپؓ کو غیر معمولی مقام حاصل تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ کا قیام صفراء کے مقام پر ہوا تو صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہاں مشک کی لپٹ آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ’’یہاں ابومعاویہ کی قبر ہوتے ہوئے تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے!۔‘‘

حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص

حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص معروف صحابی اور فاتح ایران حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی تھے۔ بچپن سے ہی اپنے بڑے بھائی کی طرح سعادتمند فطرت پائی تھی۔ چنانچہ جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اسلام قبول کیا تو اُس وقت عمیرؓ نہایت کمسن تھے اور باوجود اس کے کہ والدہ کی طرف سے سعدؓ کے اسلام قبول کرنے پر شدید ردّعمل کا اظہار کیا گیا تھا، عمیرؓ نے اپنے بھائی کا ہر لحاظ سے بھرپور ساتھ دیا اور علَمِ توحید کی سربلندی کی مہمات میں اپنے بھائی کے نقش قدم پر ہی چلنا اپنا نصب العین بنایا۔

ہجرت مدینہ کے وقت حضرت عمیرؓ کی عمر صرف 14 برس کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلبستگی کے لیے قبیلہ عبدالاشہل کے رئیس حضرت سعدؓ بن معاذ کے چھوٹے بھائی حضرت عمروؓ بن معاذ سے مؤاخات کروا دی جو کہ قریباً اُن کے ہم عمر ہی تھے۔

میدان بدر میں جب صحابہ کرام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اکٹھے ہو رہے تھے تو عمیرؓ بن ابی وقاص بھی ہجوم میں چھپتے پھر رہے تھے۔ ان کے اس اضطراب کو بڑے بھائی نے محسوس کیا اور وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ مَیں اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید خدا مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ آنحضورؐ کہیں مجھے چھوٹا قرار دے کر واپس نہ بھجوا دیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب معائنہ کے لیے لشکر کی صف بندی ہوئی تو آپؐ نے عمیرؓ سے فرمایا کہ تم چھوٹے ہو لہٰذا واپس جاؤ۔ یہ حکم سن کر عمیرؓ بے اختیار رونے لگے۔ اُن کے اس جوش اور شوق شہادت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر خاص اثر کیا اور آپ نے عمیرؓ کو جنگ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرما دی۔

عمیرؓ ابھی کمسن تھے۔ اچھی طرح فنون حرب سے بھی آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ میان میں تلوار بھی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے باندھ کر دی۔ لیکن اسلام کے جھنڈے کی سربلندی کے لیے جس شوق کی ضرورت تھی باوجود کمسنی کے عمیرؓ میں اس کی کوئی کمی نہ تھی۔ اسی جذبہ کو لے کر یہ نوعمر بہادر کفار کی صفوں میں گھس گیا اور دیر تک بہادرانہ انداز سے مقابلہ کرتا رہا اور بالآخر عمرو بن عبدوُد کی تلوار سے اس کمسن مجاہد کی شہادت کی تمنّا پوری ہوئی۔ اس وقت آپؓ کی عمر صرف سولہ برس تھی۔

حضرت عاقلؓ بن ابی بکیر

حضرت عاقلؓ بن ابی بکیر کا تعلق بنی عدی بن کعب سے تھا۔ یہ چار بھائی تھے اور انہوں نے اکٹھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ دوسرے بھائیوں کے نام ایاسؓ، خالدؓ اور عامرؓ تھے۔ دارارقم میں سلسلہ بیعت کا آغاز ہی ان چاروں بھائیوں سے ہوا تھا۔ چاروں بھائیوں نے اکٹھے اپنے اہل و عیال سمیت مدینہ ہجرت کی اور رفاۂ بن عبدالمنذر کے ہاں پناہ لی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت عاقلؓ بن ابی بکیر کی حضرت محذرؓ بن زیاد سے مؤاخات قائم کروائی۔ حضرت محذرؓ جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔

حضرت عاقلؓ بنی ابی بکیر اور آپ کے تینوں بھائی غزوۂ بدر میں شریک ہوئے لیکن عاقلؓ نے اس معرکہ میں مالک بن زہیر کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ جبکہ دوسرے بھائی خالدؓ نے بدر اور اُحد کے میدانوں میں داد شجاعت دی اور پھر سریہ رجیع میں شہادت پائی۔ تیسرے بھائی عامرؓ بدر اور اُحد اور خندق کے غزوات میں شریک ہونے کے بعد 13 ہجری میں مرتدوں کی سرکوبی کے سلسلہ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ جبکہ چوتھے بھائی ایاسؓ بدر، اُحد، خندق، خیبر اور دیگر معرکوں میں شریک رہے اور اسلام کے غازی بنے اور 34 ہجری میں فوت ہوئے۔

جوتی کا تسمہ

قبولیت دعا کے حوالہ سے ماہنامہ ’’تشحیذ الاذہان‘‘ ربوہ فروری 2010ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے قبولیتِ دعا کے دو واقعات بیان کئے ہیں۔

☆ محترم کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب مرحوم نے 1991ء کی ایک مجلس میں بیان کیا کہ ایک روز وہ اپنے گھر (واقع لندن) سے مسجد فضل آنے کے لئے روانہ ہوئے تو چلتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ اُن کے ایک بوٹ میں تسمہ نہیں ہے۔ اس احساس کے ساتھ ہی اُن کا ذہن اس حدیث کی طرف گیا کہ ’’تم اپنی سب حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔ خواہ ضرورت بڑی ہو کہ چھوٹی۔ حتّی کہ اگر تمہیں جوتی کے ایک تسمہ کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی اپنے خدا سے مانگو‘‘۔ چنانچہ دعا کرتے ہوئے ابھی وہ چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ اُنہیں سڑک کے کنارے ایک تسمہ گرا ہوا نظر آیا جو عین اُسی رنگ اور طرز کا تھا جس کی اُنہیں ضرورت تھی۔

☆ مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک اجلاس سے فارغ ہو کر مَیں اپنی کار میں موٹروے پر بریڈفورڈ جا رہا تھا۔ دوسری کار انگریز مبلغ مکرم طاہر سیلبی صاحب ڈرائیو کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے کار روک لی۔ اس پر مجھے بھی کار روکنی پڑی۔ تیز بارش ہو رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کی کار کا بونٹ (Bonnet) ڈھیلا ہو گیا ہے اور ہوا سے اوپر کو اُٹھنے لگتا ہے۔ ظاہر ہے ایسی حالت میں کار چلانا خطرہ سے خالی نہیں تھا۔ اُنہیں ایسی رسّی کی ضرورت تھی جس سے بونَٹ کو باندھ دیا جاتا۔ لیکن تیز بارش میں موٹروے کے کنارے رسّی کی تلاش بے سُود ثابت ہوئی۔ کاروں کی تلاشی سے بھی کچھ برآمد نہ ہوا تو دعا کے ساتھ میری توجہ مذکورہ بالا حدیث کی طرف گئی اور فوراً مَیں نے اُن کے پاؤں میں پہنے ہوئے تسمہ والے بوٹوں کی طرف اشارہ کیا کہ تسمہ نکال کر کام چلا لیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ منزل پر پہنچ کر مَیں نے موجود احباب کو تسمہ کے استعمال کے پس منظر میں راہنمائی کرنے والی حدیث سے آگاہ کیا تو سب ہی اس سے محظوظ ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7 جنوری 2011ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

چاہت کی یہ رُوداد رقم ہو کے رہے گی
اک روز ختم شامِ اَلم ہو کے رہے گی
ہو جائیں گے سب دُور غمِ ہجر کے سائے
دیوانوں پہ اب نظرِ کرم ہو کے رہے گی
کب تک کوئی روکے گا محبت کی ہوا کو
نفرت کی یہ دیوار ختم ہو کے رہے گی
رکھو گے کہاں تک اسے پابندِ سلاسل
اک روز تو توقیرِ قلم ہو کے رہے گی
سینچا ہے اسے ہم نے سدا خونِ جگر سے
یہ خاکِ وطن دیکھنا نَم ہو کے رہے گی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 28, 2014 – December 04, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 28, 2014

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 00:45 Yassarnal Quran
- 01:10 Reception In Beverly Hills: Recorded on May 11, 2013.
- 02:30 Pushto Service
- 03:10 Tarjamatul Quran Class
- 04:15 Kasre Saleeb
- 04:55 Liqa Maal Arab
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:40 Yassarnal Quran
- 07:10 Tabligh Seminar Germany: Recorded on June 29, 2013.
- 07:45 Siraiki Service
- 08:15 Rah-e-Huda
- 09:45 Indonesian Service
- 10:50 Deeni-O-Fiqahi Masail
- 11:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 11:30 Ghazwat-e-Nabi
- 12:30 Live Transmission From Baitul Fatuh
- 13:00 Live Friday Sermon
- 14:00 Live Transmission From Baitul Fatuh
- 14:35 Shotter Shondane
- 15:40 Dua-e-Mustaja'ab
- 16:20 Friday Sermon [R]
- 17:30 Yassarnal Quran
- 18:00 World News
- 18:35 Tabligh Seminar Germany [R]
- 19:25 Real Talk USA
- 20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
- 21:00 Friday Sermon [R]
- 22:20 Rah-e-Huda

Saturday November 29, 2014

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 00:55 Yassarnal Qur'an
- 01:30 Tabligh Seminar Germany
- 02:10 Friday Sermon: Recorded on November 28, 2014.
- 03:25 Rah-e-Huda
- 04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 332.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Khudam UK Ijtema Final Speech: Recorded on September 27, 2009.
- 08:00 International Jama'at News
- 08:30 Story Time
- 08:55 Question And Answer session: Recorded on June 15, 1996.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Friday Sermon [R]
- 12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
- 12:30 Al-Tarteel
- 13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:05 Spotlight
- 16:00 Live Rah-e-Huda
- 17:35 Al-Tarteel
- 18:05 World News
- 18:25 Khudam UK Ijtema Final Speech [R]
- 19:30 Faith Matters
- 20:30 International Jama'at News
- 21:00 Rah-e-Huda
- 22:30 Story Time
- 22:50 Friday Sermon [R]

Sunday November 30, 2014

- 00:05 World News
- 00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 00:50 Al-Tarteel
- 01:20 Khudam UK Ijtema Final Speech
- 02:30 Story Time
- 02:50 Friday Sermon: Recorded on November 28, 2014.
- 04:05 Spotlight
- 05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 333.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:40 Yassarnal Quran
- 07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal: Recorded on November 23, 2014.
- 08:05 Faith Matters
- 09:10 Question And Answer Session: Recorded on June 24, 1996.
- 10:00 Live Asr-e-Hazir
- 11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on October 18, 2013.
- 12:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 12:35 Yassarnal Quran
- 13:00 Friday Sermon [R]
- 14:10 Shotter Shondhane
- 15:00 Bustan-e- Waqf-e-Nau: Recorded on November 30, 2014.
- 16:15 Ashab-e-Ahmad
- 17:00 Kids Time
- 17:30 Yassarnal Quran
- 18:00 World News
- 18:30 Bustan-e- Waqf-e-Nau [R]
- 19:35 In-Depth
- 20:25 Roots To Branches
- 21:20 MTA Variety
- 22:00 Friday Sermon [R]
- 23:10 Question And Answer Session

Monday December 01, 2014

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 01:00 Yassarnal Quran
- 01:30 Bustan-e- Waqf-e-Nau
- 02:40 Roots To Branches
- 03:05 Friday Sermon: Recorded on November 28, 2014
- 04:15 MTA Variety
- 04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 334.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Reception In Singapore: Recorded on September 26, 2013.
- 08:00 International Jama'at News
- 08:35 MTA Travel
- 09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 03, 1999.
- 10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on August 08, 2014.
- 11:00 MTA Variety
- 11:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
- 12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 12:30 Al-Tarteel
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on Februrary 13, 2009.
- 14:05 Bangla Shomprochar
- 15:10 MTA Variety
- 16:00 Rah-e-Huda
- 17:30 Al-Tarteel
- 18:00 World News
- 18:30 Reception In Singapore [R]
- 19:30 Somali Service
- 20:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
- 20:30 Rah-e-Huda
- 22:00 Friday Sermon [R]

Tuesday December 02, 2014

- 00:00 World News
- 00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 01:00 Al-Tarteel
- 01:30 Reception In Singapore
- 02:30 Kids Time
- 03:00 Friday Sermon: Recorded on Februray 13, 2009.
- 04:15 Ilmul Abdaan
- 04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 338.
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:30 Yassarnal Quran
- 07:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau: Recorded November 30, 2014.
- 08:05 Alif Urdu
- 08:30 Australian Service
- 09:00 Noor-e-Mustafwi
- 09:15 Question And Answer Session: Recorded on June 24, 1996.
- 10:00 Indonesian Service
- 11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 28, 2014.
- 12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 12:30 Yassarnal Quran
- 13:00 Real Talk
- 14:00 Bangla Shomprochar
- 15:00 Spanish Service
- 15:30 Asr-e Hazir
- 16:35 Aadab-e-Zindagi
- 17:10 Noor-e-Mustafwi
- 17:30 Yassarnal Quran
- 18:00 World News
- 18:20 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
- 19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 28, 2014.
- 20:30 Alif Urdu
- 21:00 Aadab-e-Zindagi
- 21:35 Australian Service
- 22:00 Asr-e-Hazir
- 23:15 Question And Answer Session [R]

Wednesday December 03, 2014

- 00:00 World News
- 00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 00:50 Yassarnal Quran
- 01:10 Noor-e-Mustafwi
- 01:30 Bustan-e-Waqf-e-Nau
- 02:30 Alif Urdu
- 02:45 Aadab-e-Zindagi
- 03:25 Australian Service
- 03:50 The Finality Of Prophethood
- 04:55 Liqa Maal Arab
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
- 06:30 Al-Tarteel
- 07:00 Lajna UK Ijtema Final Address: Recorded on October 04, 2009.
- 08:00 Qisas-ul-Ambiyaa
- 09:00 Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
- 10:10 Indonesian Service
- 11:10 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 28, 2014.
- 12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
- 12:30 Al-Tarteel
- 13:00 Friday Sermon: Recorded on February 13, 2009.
- 14:10 Bangla Shomprochar
- 15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
- 16:30 Faith Matters
- 17:40 Al-Tarteel
- 18:10 World News
- 18:30 Lajna UK Ijtema Final Address [R]
- 19:40 French Service: Horizons d'Islam
- 20:40 Deeni-O-Fiqahi Masail
- 22:00 Friday Sermon [R]
- 23:10 Intikhab-e-Sukhan

Thursday December 04, 2014

- 00:15 World News
- 00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
- 00:55 Al-Tarteel
- 01:25 Lajna UK Ijtema Final Address
- 02:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
- 03:00 Qisas-ul-Ambiyaa
- 04:00 Faith Matters
- 04:55 Liqa Maal Arab
- 06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
- 06:30 Yassarnal Quran
- 07:00 Reception In Sydney: Recorded on October 18, 2013.
- 08:15 Aadab-e-Zindagi
- 08:50 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 17, 1998.
- 09:55 Indonesian Service
- 11:00 Japanese Service
- 12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 12:35 Yassarnal Quran
- 13:00 Kasre Saleeb
- 14:00 Friday Sermon
- 15:10 Alif Urdu
- 15:30 Aadab-e-Zindagi
- 16:05 Persian Service
- 16:35 Tarjamatul Quran Class [R]
- 17:40 Yassarnal Quran
- 18:00 World News
- 18:10 Live Al Hiwar Ul Mubashir
- 20:35 Faith Matters
- 21:35 Tarjamatul Quran Class [R]
- 22:55 Aadab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 21 November , 2014 | Issue No. 47

بینن میں نومبائعین کے جلسوں کا انعقاد

ساوے ریجن

رپورٹ: احمد ریحان ہاشمی۔ مبلغ سلسلہ

مورخہ 13/اکتوبر 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ساوے ریجن کی پانچ جماعتوں کے نومبائعین کا جلسہ بمقام "ساندے او" منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

جلسہ میں شامل ہونے والے نومبائعین کی جماعتوں کا تعارف

1۔اوکیوو (Okeowo) : یہ گاؤں ساوے شہر سے مشرق کی جانب 26 کلومیٹر کے فاصلے پر نائیجیریا کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ 2007ء میں مکرم ناصر احمد محمود صاحب مبلغ سلسلہ کے دور میں ہوا تھا۔ امسال 2014ء میں بھی یہاں بیعتیں ہوئی ہیں اور 2013ء میں بھی۔ جن کا تعلق پلا پلا (Pila Pila) اور پل (Peuhl) قوم سے ہے۔ یہاں سے 11 نومبائعین کا وفد جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آیا تھا۔ یہاں سے ساندے او کا فاصلہ 6 کلومیٹر کا ہے جہاں جلسہ منعقد ہوا ہے۔

2۔ساندے او (Sandeou) : یہ گاؤں ساوے شہر سے مشرق کی جانب 34 کلومیٹر کے فاصلے پر نہایت دشوار گزار راستے پر واقع ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ 2013ء میں معلم محترم رحیمی صاحب کے ذریعے ہوا تھا۔ امسال 2014ء میں بھی یہاں بیعتیں ہوئی ہیں۔ جن کا تعلق پل قوم سے ہے۔ جلسہ کا انعقاد اسی گاؤں میں ہوا ہے۔ نومبائعین کی تعداد 47 تھی۔

3۔مونکا (Monka) : یہ گاؤں ساوے شہر سے مشرق کی جانب 21 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ 2005ء میں مکرم اصغر علی بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ کے دور میں ہوا تھا۔ امسال 2014ء میں بھی یہاں بیعتیں ہوئی ہیں جنکا تعلق پل قوم سے ہے۔ یہاں سے 7 نومبائعین کا وفد جلسہ میں شامل ہونے کے لیے آیا تھا۔ یہاں سے ساندے او کا فاصلہ 13 کلومیٹر کا ہے جہاں جلسہ منعقد ہوا ہے۔

4۔جباتا (Djabata) : یہ گاؤں ساوے شہر سے مشرق کی جانب 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ 2007ء میں مکرم مجیب احمد صاحب مبلغ سلسلہ کے دور میں ہوا تھا۔ امسال 2014ء میں بھی یہاں بیعتیں ہوئی ہیں اور 2013ء میں بھی۔ جن کا تعلق پلا پلا (Pila Pila) اور پل (Peuhl) قوم سے ہے۔ یہاں سے 6 نومبائعین کا وفد جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آیا تھا۔ یہاں سے ساندے او کا فاصلہ 29 کلومیٹر کا ہے جہاں جلسہ منعقد ہوا ہے۔

5۔اگبوجا (Igbodja): یہ گاؤں ساوے شہر سے مشرق کی جانب 38 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں جماعت کا نفوذ 2011ء میں مکرم عبدالرؤف طارق صاحب مبلغ سلسلہ کے دور میں ہوا تھا۔ امسال 2014ء میں بھی یہاں بیعتیں ہوئی ہیں جنکا تعلق ناگو (Nagot) قوم سے ہے۔ یہاں سے 5 نومبائعین کا وفد جلسہ میں شامل ہونے کے لیے آیا تھا۔ یہاں سے ساندے او کا فاصلہ 34 کلومیٹر کا ہے جہاں جلسہ منعقد ہوا ہے۔

جلسہ نومبائعین کا انعقاد:

مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن کا وفد دوپہر 11:55 پر ساندے او گاؤں میں پہنچا۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد لوکل مبلغ مکرم ابوبکری آکپوتو صاحب نے فرانسیسی اور یوروبا زبان میں اسکا ترجمہ پیش کیا۔

سب سے پہلا پروگرام نومبائعین کے اپنے ذاتی تجارب share کرنے سے متعلق تھا تاکہ یہ باقی نومبائعین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہو۔

فرانسیسی زبان میں میزبانی کے فرائض اور مقامی یوروبا زبان میں ترجمانی کے فرائض لوکل مشنری مکرم ابوبکری آکپوتو صاحب نے ادا کیے۔

1۔ گاؤں کے چیف کے تاثرات: جب سے ہمارے گاؤں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے روحانی اور اخلاقی طور پر میں نے لوگوں میں بہت تبدیلیاں محسوس کی ہیں۔ اس میں ہماری جماعت کے معلم اور مبلغین کا بھی ایک بڑا حصہ ہے۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا، کیونکہ آپؑ کے آنے سے ہی ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کا پتا چلا ہے۔ آپؑ تمام دنیا کے لیے محبت اور امن کا پیغام لائے ہیں۔

2۔صدر جماعت ساندے او (Sandeou): یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہیں۔ کیونکہ جب سے ہم نے جماعت احمدیہ کو قبول کیا ہے دعاؤں کے نتیجے میں ہماری اخلاقی برائیاں بہت کم ہو گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم معلم صاحب اور مبلغ صاحب کے بھی شکرگزار ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ احمدیت کی تعلیم کتنی پیاری ہے، جیسے کہ دوسرے مسلمانوں کا حال ہے احمدیت کی تعلیم ویسی منافقانہ نہیں ہے۔ دہشت گردی کی تعلیم کو پاک امن کی تعلیم سے نہیں ملایا گیا۔ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کی برکت ہے۔ کیونکہ آپکے آنے سے ہی اسلام کی صحیح تعلیم کا پتا چلا ہے۔ میں خصوصیت سے محترم امیر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ راستے کے اتنے مخدوش ہونے کے باوجود وہ یہاں تشریف لائے ہیں۔

3۔اوکیوو کے ایک نومبائع ممبر نے جن کا تعلق پیچھے سے ٹوگو سے ہے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہمارے ہاں اسلام کا سچا پیغام لے کر آئی ہے۔ مجھے پچھلے سال جماعت احمدیہ بینن کے جلسہ سالانہ پر بھی جانے کا موقع ملا ہے۔ جس چیز نے مجھے بہت متاثر کیا وہ یہ کہ جلسہ بہت پرسکون تھا۔ کوئی شور یا بدانتظامی نہیں تھی۔ سب آپس میں بھائیوں کی طرح اکٹھے تھے۔ کوئی جھگڑا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس لئے میں باقی بھائیوں سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی روحانی تسکین کے لیے ضرور جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں۔

4۔اگبوجا کے ایک نومبائع ممبر نے کہا کہ جماعت ہمارے لیے بہت پیارا پیغام لائی ہے۔ ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ میرے گھر میں بچے اکثر بیمار رہتے تھے۔ مگر میں نے جب سے چندہ دینا شروع کیا ہے وہ اب صحت مند رہتے ہیں۔ پھر مجھے بھی پچھلے سال جلسہ سالانہ بینن پر جانے کی توفیق ملی جو بہت اچھا تجربہ ثابت ہوا۔ الحمدللہ۔ روحانی اور علمی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ ملک سے دور دور سے آئے ہوئے بھائیوں سے ملنے کی توفیق ملتی ہے۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ جماعت کی کہاں کہاں ترقیات ہو رہی ہیں۔ الحمدللہ۔

5۔جباتا کے ایک نومبائع ممبر نے کہا کہ میں مسجد کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ہمیں پہلے ہی ایک مسجد تحفتہً بنا کر دی ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔ بلکہ میں اپنے بھائیوں کی توجہ تعلیم و تربیت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آج ہر طرف جب کوئی خبر فساد کی سننے میں آتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ اسکے پیچھے مسلمانوں کا ہاتھ ہے۔ جبکہ دنیا میں کوئی مذہب فساد کی تعلیم نہیں دیتا ہے۔ آج تمام دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو امن کا صحیح پرچار کر رہی ہے۔ ہمیں آپس میں پیار محبت سے رہنا چاہیے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں لڑنا نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کی توفیق دے، آمین۔

6۔اوکیوو کے ایک اور نومبائع ممبر نے کہا کہ ہمیں جماعت کے احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآن کریم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ نے جو احکامات ہمارے لیے بیان کیے ہیں انہیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آخر پر میں محترم امیر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کوتونو سے جو یہاں سے سینکڑوں کلومیٹر دور ہے اپنے بھائیوں کو ملنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسکی جزاء دے، اور آپ اپنے گھر بھی بخیر و عافیت واپس پہنچیں، آمین۔

محترم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے سورۃ البقرۃ کی ابتدائی 7 آیات کی روشنی میں ہر احمدی کی ذمہ داریوں کے بارے میں توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان میں پختگی، نمازوں کے قیام کا مکمل اہتمام، مالی قربانیوں میں حصہ لینا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اپنا ذاتی تعلق پیدا کرنے کے بارہ میں نصائح فرمائیں کہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے ہی ہم اللہ کی نظر میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

آخر پر مقامی مبلغ مکرم ابوبکری آکپوتو صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے تاریخ اسلام سے صحابہؓ کی قربانیوں اور تحریک جدید کے بارے میں خصوصیت سے توجہ دلائی۔ اس کے بعد اختتامی دعا ہوئی۔

....

داسا ریجن

رپورٹ: نصر احمد مبشر۔ مبلغ سلسلہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے داسا ریجن کے نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے چار تربیتی جلسے برائے نومبائعین منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

پہلا جلسہ آکپاری (Akpari) اور آرگبوکوتو (Arigbokoto) دو جماعتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے کیا گیا۔ دوسرا جلسہ 12 ستمبر کو جماعت Madengbe میں منعقد کیا گیا۔ جس میں تین جماعتیں Kpakba-Igbo,Adourekouma,Akoba شامل تھیں۔ جس میں مکرم امیر صاحب بینن نے خود شمولیت اختیار کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں مختلف انبیاء کا ذکر کیا کہ اللہ کا پیغام پہنچانے کے نتیجہ میں کس طرح سخت حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن بالآخر فتح انہیں کو ہوتی تھی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات سنائے اور آپ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں کا ذکر کیا پھر انہیں ان قربانیوں کو زندہ کرنے کا کہا اور اپنی زندگیوں کو ان کے نقش قدم پر چلانے کی تلقین کی۔ جبکہ تیسرا جلسہ 18 ستمبر کو جماعت Gamba میں کیا گیا جس کے ساتھ دو جماعتیں Goho,Kodjachan شامل ہوئیں۔ اور چوتھا جلسہ 19 ستمبر کو جماعت Dokondji میں کیا گیا جس میں دو جماعتیں Djakandi اور Ariffo شامل ہوئیں۔

ان تمام پروگراموں کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ اس کے بعد قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد ہر جماعت کے مقامی صدر جماعت مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے اور جماعت کی کوششوں کو سراہتے۔ اس کے بعد مہمانوں میں سے حکومتی ذمہ داروں کو اظہار خیال کرنے کا موقع دیا گیا۔ جن میں سے آکپاری گاؤں کے چیف نے سٹیج پر آکر مختصر سا خطاب کیا اور جماعت کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج جماعت کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ یہاں پر مختلف مذہبی جماعتوں میں امن قائم ہے اور چھوٹوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور بڑوں کو چھوٹوں کا خیال رکھنا جماعت نے سکھایا ہے۔

ان تمام جلسوں میں پہلی تقریر صحابہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی دین کے ساتھ وفا اور اخلاص کے واقعات پر مشتمل ہوتی تھی۔ اور دوسری تقریر صداقت حضرت مسیح موعودؑ از روئے بائبل اور قرآن پیش کی گئی اور تیسری تقریر میں بیعت کے مقاصد اور اس کی برکات کا ذکر کیا گیا۔ ان جلسوں کا اختتام دعا پر کیا جاتا۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا کی جاتی اور جلسہ میں شامل احباب کو کھانا دیا جاتا۔ ان تمام جلسوں میں شامل افراد کی مجموعی تعداد 775 رہی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جلسوں کے نیک نتائج پیدا کرے اور نئے شامل ہونے والوں کو ثبات قدم عطا کرے۔ اور انہیں ایمان اور اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین